ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل الله امواتا
الحمد لله والمنة
مجموعہ
شہادت نامہ
کامل منظوم
SIRAJ
سراج پبلیکیشنز
۳۲۲، اردو مارکیٹ مٹیا محل۔ جامع مسجد۔ دہلی ۱۱۰۰۰۶

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالْمِنَّۃ

مجموعہ

شہادت نامہ

کامل منظوم

سراج پبلی کیشنز

۴۲۲ مٹیا محل جامع مسجد، دہلی ۶

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بزمِ جہاں میں دھوم ہے ماتم کے شین کی
یارو یہ غم فزا ہے شہادت حسینؓ کی

کیا سمجھے کوئی مومنو رتبہ حسینؓ کا
فرماتے ہر گھڑی تھے یہ محبوبِ کبریاؐ

لختِ جگر حسینؓ و حسنؓ نورِ عین ہیں
ہے نصف تن حسنؓ میرا باقی حسینؓ ہے

سنتے تھے کوئی بچے کے رونے کی جب صدا
بے چین ہو کے کہتے تھے سالارِ انبیاء

چلا کے رو رہا ہے کوئی طفلِ نازنین
لو صاجو خبر کہ حسینا نہ ہو کہیں

راتوں کو اٹھ کے جوش میں محبوبِ کردگار
پھرتے تھے گردِ خانۂ زہراؓ کے بار بار

آواز سنتے تھے جو نواسوں کے رونے کی
فرماتے تھے پکار کے زہراؓ سے یوں نبیؐ

بیدار ہو کے نیند سے روتا ہے زار زار
سمجھاؤ تاکہ جلد ہو دل کو مرے قرار

زندہ تھے جب جہاں میں شہنشاہِ ذی حسب
کرتے تھے عید ماہِ محرم میں سب عرب

سننے کا ماجرا ہے دن آیا جو عید کا
حضرتؐ سے جا کے دونوں نواسوں نے یوں کہا

چھوٹے بڑے مدینے کے پہنے ہیں سب لباس
نانا پھٹے پرانے ہیں کپڑے ہمارے پاس

اہلِ قریش کپڑے پہن کر کے آئیں گے
مارے حیا کے ہم تو نہ مسجد میں جائیں گے

آزردہ دیکھ دونوں کو شہ کو قلق ہوا
درگاہِ کبریا میں نبیؐ نے یہ کی دعا

یارب بہت صغیر ہیں دونوں یہ نازنین
پیغمبروں کے طور سے یہ واقف ذرا نہیں

اتنے میں آئے حضرتِ جبریلؑ تیز تر
خلدِ بریں سے لائے دو ملبوس خوب تر

کرنے لگے یہ عرض رسالتماب سے
یہ دونوں جوڑے آب مصفا میں ڈالئے

جلوں کو پانی میں وہیں حضرتؐ نے ڈال کر
پوچھا کے رنگ کونسا مرغوب ہے پسر

بولے حسنؓ کہ رنگ ہمیں سبز چاہئے
نانا ہمارے جوڑے کو دھانی بنائیے

محبوب کبریا نے جو پوچھا حسینؓ کو
ہنس کر کہا کہ جوڑا ہمارا تو سرخ ہو

جلنے نکالے پانی سے جس وقت مصطفےٰ
اک جوڑا سرخ دوسرے کا رنگ سبز تھا

جب دونوں شاہزادے وہ جوڑے پہن چکے
آنکھوں سے جبرئیلؑ کے آنسو رواں ہوئے

حضرتؐ نے پوچھا روتے ہو بھائی کیوں اسقدر
جبرئیلؑ عرض کرنے لگے ہاتھ جوڑ کر

جوڑا پسند جس نے کیا سبز رنگ کا
الماس پی کے رنگ زمرد سا ہووے گا

چاہا جو سرخ جوڑے کو حضرت حسینؓ نے
یہ قتل ہو کے خون میں اپنے نہائیں گے

سلطان دوجہاں ہوئے سنکے یہ بیقرار
امت جو یاد آئی گیا صبر اختیار

یہ عرض پھر حسینؓ نے کی ہو کے چشم تر
اہل مدینہ جاتے ہیں اونٹوں پہ بیٹھ کر

ہم کو بھی کوئی ناقہ ملے آج نانا جان
یہ سن کے آپ اٹھے شہنشاہ دوجہاں

فرمایا اتنا کس لئے خاطر ملول ہے
ناقہ تمہارے واسطے حاضر رسولؐ ہے

یہ کہہ کے ان کو دوش پہ اپنے بٹھا لئے
ہنستے ہوئے مکان سے باہر نکل چلے

پھر راہ میں نواسوں نے یہ پوچھا نانا جان
پکڑی ہیں سب سواروں نے اونٹوں کی ریسمان

فرمایا پھر نبیؐ نے کہ افسردہ دل نہ ہو
اے نور عین زلفیں پیمبر کی تھام لو

پھر چلتے چلتے دونوں نے حضرت سے یوں کہا
لوگوں کے اونٹ بولتے چلتے ہیں مصطفےٰ

جب دونوں شاہزادوں کی مرضی کو پا گئے
عف عف پھر اپنے منہ سے محمدؐ پکار اٹھے

حیرت ہوئی صحابہؓ کو یہ حال دیکھ کر
فرمایا مصطفےٰ نے پھر آنکھوں میں اشک بھر

یہ دونوں ہیں عزیز مجھے جان سے سوا
بیٹوں کو اپنے ان پہ میں قربان کر دیا

کر پرورش یہ دونوں کو اس ناز و پیار سے
راہ خدا میں دے دیا امت کے واسطے

جو ان کا دوست ہے وہ ہمارا حبیب ہے
دشمن جو ان کا ہے وہ جہنم نصیب ہے

اب سامعین پہ کھل گیا رتبہ حسینؑ کا — دل سے سنو ہے آگے شہادت کا ماجرا
جب مصطفےٰ کا ہو گیا اللہ سے وصال — فرقت میں باپ کے کیا زہراؑ نے انتقال
مارا علیؑ کو سجدے میں تلوار سے پلید — الماس پی کے ہو گئے حضرت حسنؑ شہید
چاروں کو جب زمین کے اندر سُلا چکے — تنہائی اپنی دیکھ کے شبیرؑ رو دیئے
نانا کو یاد کر کے کبھی اشک بار تھے — بابا کو یاد کر کے کبھی زار زار تھے
کہتے تھے گاہ رو کے کہ اماں گئیں گزر — سر کو پٹک کے کہتے تھے بھائی گئے گزر
تنہائی میں حسینؑ کو چاروں کا سوگ تھا — تقدیر نے دلاسا دیا پھر تو یہ دیا
آئی ندا ارادہ سوئے کربلا کرو — بچپن میں جو کیا تھا سو وعدہ وفا کرو
یہ سُنتے ہی حسینؑ نے ہمشیرہ سے کہا — بہنا سفر کو جائیں بُلاتی ہے اب قضا
زینبؑ یہ سُن کے کہنے لگیں کر کے شور و شین — نانا کی قبر پر گئے بہر وداع حسینؑ
نزدیک پہنچے جب گھڑی قبر شریف کے — عمامہ کو اتار کے لپٹے مزار سے
مجرا ہمارا آخری اب لیجئے نبیؐ — وقت دعا یہ ہے کہ دعا کیجئے نبیؐ
پانی نہ پاؤں واں تو نہ گھبراؤں پیاس سے — خنجر کے نیچے صبر کروں وقت ذبح کے
نالہ بلند جب ہوا زہراؑ کے ماہ کا — ایک شور اٹھا لحد میں محمدؐ کی آہ کا
نانا سے جب حسینؑ کو رخصت ہوئی عطا — زہراؑ کی قبر پر گئے پھر شاہ کربلا
رخصت طلب جو ماں سے کئے بیقرار ہو — لرزہ ہوا لحد کو غش آیا حسینؑ کو
زہراؑ کی یوں صدا ہوئی لخت جگر مرے — تم کیا چلے کہ ہم بھی ہیں ہمراہ آپ کے
روضہ پہ پھر حسنؑ کے گئے شاہ دو جہاں — چلا کے قبر پر گرے بھائی کے ناگہاں
رو کر کہا کہ چھوڑتے ہیں ہم مدینہ کو — اے بھائی جان بھائی کو رخصت عطا کرو
اک عشق چھوٹے بھائی سے حضرت حسنؑ کو تھا — رخصت کا نام سُن کے قلق روح کو ہوا
آواز دی کہ ساتھ تمہارے نبیؐ بھی ہیں — ہم بھی ہیں ساتھ اماں بھی ہیں اور علیؑ بھی ہیں
پھر آئے سب قریش و مہاجر سوئے حسینؑ — اک اک سے ملنے والے سے رخصت ہوئے حسینؑ

فرمایا پھر بہن کو کہ سب گھر کو ساتھ لو
بیٹی کو لے نہ چلنے کی جس دم خبر ہوئی
کی عرض میری بہن ہے اب ساتھ آپ کے
بابا سدھارے اب یہاں کیونکر رہوں گی میں
کبرےؑ کو اور سکینہ کو ہمراہ لے چلے
تپ بھی اگر چڑھے تو نہ سویا کروں گی میں
بابا میں صدقے جاتی ہوں لونڈی کو ساتھ لو
صغراؑ کو پھر تو شہ نے گلے سے لگا لیا
کسطرح ساتھ لے چلوں اے میری نازنین
صغراؑ نے جبکہ مرضی نہیں دیکھی باپ کی
ماں کا بھی سینہ بیٹی کے رونے سے پھٹ گیا
صغراؑ پچھاڑ کھا کے گری پھر زمین پر
صغراؑ کو فرطِ غم سے بس عالم تھا نزع کا
آنکھوں میں مثلِ خار کھٹکتا تھا ہر دیار
مکہ کا جب طواف شہ دیں نے کر لیا
منزل میں ایک شامی مسافر ملا جواں
رو رو کے عرض کرنے لگا قاصدِ سعید
مسلمؑ کا حال سُن کے شہ دیں نے رو دیا
مرنے کا جس کو ڈر ہو چلا جائے اپنے گھر
استادہ کربلا میں ہوئے خیمے شاہ کے
انبوہ تھی سپاہِ یزیدِ پلید کی
گھیرے تھے اہلِ بیت پہ عالم تھا پیاس کا

صغراؑ بخار میں ہے یہیں اس کو چھوڑ دو
روتی ہوئی حسینؑ کے قدموں پہ گر پڑی
لونڈی کو بھی مدینہ میں تنہا نہ چھوڑیئے
محمل میں گر جگہ نہ ہو پیدل چلوں گی میں
بیکار مجھ کو سمجھے یہیں چھوڑ کر چلے
اصغر علیؑ کا جھولا جھلایا کروں گی میں
مر جاؤں راستے میں اگر میں تو گاڑ دو
فرمایا شہ نے ہوش میں آ میری دلربا
بیمار کو سفر میں بھی لے جاتے ہیں کہیں
چلا کے بی بی بانو کے قدموں پہ گر پڑی
بیٹی کو پھر بُلا کے گلے سے لگا لیا
ماں باپ کے بچھڑنے کا صدمہ تھا سخت تر
مکہ کی سمت سرورِ عالم رواں ہوا
مڑ مڑ کے دیکھتا تھا مدینے کو بار بار
پھر کربلا کی راہ لی وہ سبطِ مصطفےٰ
مسلمؑ کا حال پوچھے شہنشاہِ دو جہاں
مسلمؑ مع پسر ہوئے تشنہ دہن شہید
فرمایا رو کے یہ تو قضا کا ہے سامنا
سُن کر کئی چلے گئے منہ اپنا موڑ کر
ہفتاد تن حسینؑ کے ہمراہ رہ گئے
حلقہ میں اس کے گھر گیا سب لشکرِ نبی
پانی نہ لینے دیتے تھے ندی سے اشقیا

پانی طلب جو کرتے تھے سلطان دوجہاں
حاکم کا حکم ایسا ہے پانی بشر پئیں
جو تشنہ لب جہاں میں ہوں سب آکر پئیں
کافر تلک پئیں تو نہ تم منع کیجیو
جب ظالموں نے کرلیا بالکل محاصرہ
ساری رفیق تنگ ہوئے انکے ہاتھ سے
جب خاتمہ تمام رفیقوں کا ہوگیا
قاسمؓ حسنؓ کا لعل بھتیجا حسینؓ کا
اب جوش جنگ کا ہوا اس نور عین کو
گھوڑی سے اُترا سر رکھا قدموں پہ شاہ کے
فرمائے یوں بھتیجے سے سلطانِ نیک خو
قاسمؓ کی عرض یہ تھی مجھے سر کٹانے دو
شہ نے حرم میں لا اُسے نوشہ بنا دیا
نکلا حرم سے قاسمؓ نوشاہ شاد ہو
آکے سکینہؓ کہنے لگی اس سے ناگہاں
قاسمؓ اسے دلاسا دے گھوڑی پہ ہو سوار
لاکھوں لعینوں کو تہ تلوار کر دیا
جس دم لب فرات پہ پہنچا وہ تشنہ کام
زخموں سے چور کر دیا اس نور عین کو
نزدیک پہنچے شاہ تو حالت تھی نزع کی
دولھا جو پایا قاسمؓ نوشہ کو شاہ دیں
فرمایا رو کے دولھا تو جنگل میں مر گیا

راوی نے یوں لکھا ہے کہ کہتے تھے شامیاں
گھوڑے پئیں سوار پئیں اور شتر پئیں
حیواں پئیں پرند پئیں جانور پئیں
ایک فاطمہؓ کے لال کو پانی نہ دیجیو
حُر شہید شاہ پہ پہلے فدا ہوا
ندی پہ جا کے جام شہادت کا پی لئے
پھر بھائی اقربا نے کیا قصد جنگ کا
اُٹھتی ہوئی جوانی تھی پندرھواں سال تھا
نرغے میں کافروں کے جو دیکھا حسینؓ کو
رو کر کہا غلام کو رن کی رضا ملے
اچھی نہیں جوانی میں مرنے کی آرزو
محشر کے روز باپ سے شرمندگی نہ ہو
بیٹی سے عقد باندھ کے پھر رن کی دی رضا
بخشا کے مہر بی بی سے اور واں سے دودھ کو
پانی پلا دے بدلے میں شربت کے بھائیجان
لشکر پہ ظالموں کے گرا جا کے ایک بار
ارزق سے پہلوان کو بھی فی النار کر دیا
پیاسے کو مارا گھیر کے تیروں سے اہل شام
گھوڑے سے جب گرا تو پکارا حسینؓ کو
تسلیم کر اشارے سے جنت کی راہ لی
کپڑے لہو میں سرخ تھے اور لال تھی مین
کبریٰؓ تو بیوہ ہو گئی بھائی کدھر گیا

دولھا گیا تو رونے لگیں ساری بیبیاں
زینبؓ کے دو تھے لخت جگر جانِ مرتضےٰؓ
ماں سے رضا جو مانگی تو مادر نے یوں کہا
مُنھ پھیر کے لعینوں سے آؤ گے جیتے جی
ماں کے قدم کو چوم کے دونوں نے یوں کہا
منھ پھیر ظالموں سے پیاسے نہ آئیں گے
پھر آئے پاس شاہ کے وہ دونوں نازنین
تم فاطمہؓ کے لال ہو سبط رسولؐ ہو
رخصت لے دونوں دلبر زہراؓ حسینؓ سے
مارے بہت لعینوں کو جب دونوں تشنہ کام
دونوں شہید ہو کے ہوئے خلد کو رواں
عباسؓ بھی حسینؓ کی تنہائی دیکھ کر
جنگل میں آپ اکیلے ہیں تیروں کی مار ہے
رو کر کہا یہ شہ نے کمر کو نہ توڑیے
عباسؓ بولے مجھ کو بھی اے بھائی لڑنے دو
خیمہ میں آپ آئے بصد شوکت و حشم
سب بیبیوں سے مل کے جو نکو ہوئے رواں
سوکھی زباں دکھا کے کہا اے مرے چچا
عباسؓ رو کے بولے کہ یا دختر امام
لٹکا کے مشک کاندھے پہ رن کو رواں ہوئے
تم جس کا کلمہ پڑھتے ہو اے قوم نابکار
ایک مشک پانی دو مجھے ندی سے اشقیا

بانو نے تب بڑھا دیے دُلہن کی چوڑیاں
جعفرؓ تھا نام ایک کا اور عونؓ ایک کا
جلدی سے اپنے ماموں پہ تم جا کے ہو فدا
محشر میں منھ نہ دیکھوں گی نہ بخشوں گی دودھ بھی
ماموں کے ہم غلام ہیں اے جان مرتضےٰؓ
اب جیتے جی علیؓ کے نواسے نہ آئیں گے
رخصت لی رن کی عرض کیا یا امام دیں
ماموں دعا کرو کہ شہادت قبول ہو
گھوڑے اٹھا یزید کے لشکر پہ جا گرے
بوچھار تیروں کی کرے گھبرا کے اہل شام
زہراؓ نے مرحبا کہا زینبؓ نے شاد ماں
رو کر پکارے شاہ کو یا شاہ بحر و بر
مجھکو بھی حکم دیجیے سر تن پہ بار ہے
عباسؓ بھائی مجھ کو اکیلا نہ چھوڑیے
بابا علیؓ سے حشر میں شرمندگی نہ ہو
عباسؓ کے گلے ملے روتے ہوئے حرم
بالی سکینہؓ روتی ہوئی آئی ناگہاں
میں تشنگی سے مرتی ہوں پانی تو دو پلا
جیتا پھرا تو پانی پلاتا ہے یہ غلام
ندی پہ جا کے شام کے لشکر سے یوں کہے
سب آل انکی پیاس کے مارے ہے بیقرار
سقہ ہوں میں حسینؓ کی بالی سکینہؓ کا

ندی پہ آڑے آئے ستمگار اس گھڑی
لشکر میں جا گھسا اسد اللہ کی طرح
مارے گئے بہت سے بہت بھاگے نابکار
ندی سے بھر کے مشک جو نکلا سوئے حرم
مشکیزہ منھ میں لے لیا بازو جو گر پڑے
عباسؓ زخمی ہو گرے جس دم زمین پر
عباسؓ کو یہ بی بی سکینہؓ سے عشق تھا
آئی حرم میں جس گھڑی عباسؓ کی خبر
بی بی سکینہؓ کہتی تھیں رو رو ہر ایک سے
اے دوستاں شاہ یہ رونے کی جائے ہے
ایک لخت دل حسینؓ کا باقی تھا رہ گیا
اس نوجوان کا عزم بدر السلام ہے
اصغرؓ کو پیاسا جب شہ ابرار پاتے تھے
اکبرؓ نے رو کے عرض کیا شہ سرِ یا امام
سر میرا بار جسم ہے یا شاہ ذی حسب
شہ نے کہا مدینے کو اے لال جاؤ تم
ہے منتظر بہن تیری شادی کے واسطے
اکبرؓ کو شاہ دیں سے جو رخصت ملی نہیں
ہمشکل مصطفٰے کو بس اب خوب دیکھ لو
یہ سن کے بی بی بانو کو درد جگر ہوا
بھوکی رہونگی پیاس کا صدمہ سہوں گی میں
سر رکھ کے ماں کے قدموں پہ اکبرؓ نے یہ کہا

عباسؓ نے علم جو کیا تیغ حیدری
بھاگے تمام کوفی بھی روباہ کی طرح
نعرہ کئے کھڑا تھا وہیں شیر کردگار
چھپ چھپ کے ظالموں نے کیا ہاتھ کو قلم
کفار ان کو تیروں سے چھلنی بنا دیئے
روتے تھے پیاس بی بی سکینہؓ کی یاد کر
پیاسے ہوئے شہید یہ پانی نہیں پیا
شبیرؓ رو رو کہتے تھے ٹوٹی مری کمر
کھوئی چچا کو آج میں پانی کے واسطے
ارض و سما سے رونے کی آواز آئے ہے
جس رشک مہ کی شکل تھی ہمشکل مصطفٰے
صفحہ جہاں پہ جس کا جواں مرگ نام ہے
چھاتی لگا کے اپنا انگوٹھا چوساتے تھے
قربان سب تو ہو چکے باقی ہے یہ غلام
بچوں کی پیاس آپ کی تنہائی ہے غضب
اٹھارہ سال کی نہ کمائی گنواؤ تم
ندی پہ جا کے سر کو نہ پیارے کٹائیے
خیمہ کے در پہ ماں کو پکارا وہ دل حزیں
اماں میں مرنے جاتا ہوں تم دودھ بخشدو
سوئے نجف پکاری دہائی ہے مصطفٰے
اس لال کو شہید نہیں ہونے دوں گی میں
ہم عاشق الٰہ ہیں مرنے کا خوف کیا

سر کو کٹنا کام ہمارا ہے اماں جان
بابا کھڑے پیاسے ہیں جنگل کے درمیان
پھر بیبیوں سے لاکے ملائی وہ دلفگار
خون جگر رواں ہوا بانو کی چشم سے
بوسہ دیا رکاب کو قدموں پہ سر رکھا
میداں میں پہنچا سید عالم کا لال جب
برہم کیا جو لشکر ظالم کو پھر وہاں
چھلنی تھا تیروں سے علی اکبر کا تن سبھی
دل پارہ پارہ ہوگیا ٹکڑے ہوا جگر
جب نور دیدہ شاہِ دو عالم کا گم ہوا
کہتے تھے میرے یوسف ثانی کدھر ہو تم
صورت نظر نہ آئی مجھے آج صبح سے
اتنے میں ایک سمت کو اکبرؓ نظر پڑا
چھاتی لگا پسر سے یہ فرمایا دلفگار
اکبرؓ نے رو رو عرض کیا غم نہ کیجئے
اتنے میں روح پاک ہوئی خلد کو رواں
اکبرؓ کا غم حسینؓ کے خیمہ میں جب ہوا
بے دودھ گذرے اصغرؓ نادان کو تین دن
فرمایا اس کو گود میں لے شہ نے تشنہ کام
ماں نے کہا چھپائیے دامن میں شاہِ دیں
بولی سکینہؓ بابا اسے جلد لائیے
دریا پہ پہنچا فاطمہؓ زہرا کا لال جب

گھر کو لٹنا کام ہمارا ہے اماں جان
چاروں طرف سے مار ہی تیروں کی ماں جان
سب بیبیاں جدائی سے روتی تھیں بار بار
اکبرؓ پھر آئے روبرو سبطِ رسولؐ کے
ناچار حکم شاہ نے پھر جنگ کا دیا
مارا ہزار کو فیوں کو ایک تشنہ لب
چاروں طرف سے کہتے تھے کفار الاماں
برچھی ستم کی سینے میں ایک ادر بھی لگی
غش کھاکے لال بانو کا آیا زمین پر
شبیرؓ ڈھونڈنے لگے جنگل میں جابجا
آواز دو حسینؓ کے جانی کدھر ہو تم
غمخوار ہائے کیا ہوئے بیکس حسینؓ کے
زخمی تھا اور پیاس تھی عالم تھا نزع کا
سونا یہ جلتے دشت کا ہم کو ہے ناگوار
اماں کو جاکے خیمہ میں تسکین دیجئے
لے آئے لاشہ خیمے میں سلطانِ دوجہاں
لرزہ تھا آسماں کو زمیں کو تھا زلزلہ
روتے تھے اس کو دیکھ کے سلطان انس و جن
شاید کہ رحم کھائیںگے بچے پہ اہل شام
اکبرؓ کی طرح اس کو نہ کھوآئیے کہیں
اصغرؓ کا جھوٹا پانی مجھے لا پلا ئیے
گودی میں لپٹا اصغرؓ نادان تشنہ لب

مارا وہ شیر خوار کو ایک تیر بر ملا
اصغرؑ کا حلق چھد گیا بازو حسینؑ کا

کیا دل تھا تین دن کے پیاسے کا دوستو
کیا صبر تھا نبیؐ کے نواسے کا دوستو

ہم عاصیوں کے واسطے کیا کیا ستم سہا
قبضہ میں دو جہاں تھے پہ شہ نے نہ کچھ کہا

ماں باپ صدقہ کردو بس ایسے شفیق پر
غم میں حسینؑ کے رہو دن رات چشم تر

دُرِّ یتیم زہراؑ کا تنہا جو رہ گیا
حسرت سے آسماں کی طرف دیکھ رو دیا

فرمایا خویش و اقربا جنگل میں مر گئے
تنہا ہم آج بے سر و سامان ہو گئے

ظالم ہزاروں اور یہ مظلوم ایک ہے
تلواریں سیکڑوں مرا حلقوم ایک ہے

آج ہم بھی سر کٹائیں گے لب پر فرات کے
آفت میں چھوڑ جاتے ہیں سجادؑ ہم تجھے

پھر شہ نے رو کر حضرتِ سجادؑ سے کہا
میں جیتے جی تو آپ کو مرنے نہ دیوؤں گا

شہ نے کہا بخار میں تم ناتوان ہو
سب بیبیوں کو لے کے مدینے کی راہ لو

دیں گے مصیبتیں تجھے لاکھوں یہ کوفیاں
بہتر ہے صبر کرنا مصیبت پہ میری جان

فرمایا شاہزادے نے بیٹا ہوں آپ کا
مر جاؤں گا تو شکر سوا کچھ نہ بولوں گا

رخصت حرم سے جب ہوا مظلوم کربلا
سب بیبیوں میں حشر نمودار ہو گیا

زینبؑ کو آخری کیا شاہ نے جب سلام
ہمشیرہ نے گلے سے لپٹ کر کیا کلام

سب جانتے ہیں بیٹی میں بنت نبیؐ کی ہوں
قہر خدا زمیں پہ اسی دم عیاں کروں

سیفی مری زبان پہ نادِ علیؑ کی ہے
کیا بد دعا کروں مجھے خاطر نبیؐ کی ہے

اے لخت دل رسولؐ کے زہراؑ کے نور عین
سونپی خدا کو جاؤ سدھارو مرے حسینؑ

بانو کو بے قراری تھی اس وقت اس قدر
بے آب جیسے ماہی تڑپتی ہے خاک پر

ایک غمزدہ کا حال میں لکھتا ہوں مومناں
پتھر کے بھی جگر سے لہو مومنو ہو رواں

رخصت ہو سب سے شاہ چلے رن کو جس گھڑی
دامن پکڑ کے بی بی سکینہؑ چمٹ گئی

باتیں تھیں بھولی بھالی برس چار کا تھا سن
گودی میں کھیلتی تھی شہ دیں کے رات دن

بولی پدر سے میں تمہیں جانے نہ دیوؤں گی
ایسے پیارے سر کو کٹانے نہ دیوؤں گی

مرنے میں کیا مزہ ہے جو جاتے ہو بابا جان / مجھ کو یتیم بولیں گی یثرب کی لڑکیاں
بہنوئی بھائی اور چچا جان مر گئے / تم کو خوشی ہے مرنے کی بتلاؤ کس لئے
گودی میں لے سکینہؓ کو فرمایا دل فگار / اُمت گنہگار نبیؐ کی ہے بے شمار
جب تم یتیم ہو گی کٹے گا ہمارا سر / یہ ساری بخشی جائے گی بے خوف و بے خطر
اُمت کا نام سُن کے سکینہؓ یہ کہہ اُٹھی / تم سے بھی مجھکو پیاری ہے اُمت رسولؐ کی
اس میں رضا نبیؐ کی ہے تو سر کٹائیے / بابا خوشی سے کہتی ہوں اب رن کو جائیے
القصہ قتل گاہ میں آیا وہ شہ سوار / فرمایا یوں لعینوں سے اے قوم نابکار
تم مجھ کو جانتے ہو نواسا نبیؐ کا ہوں / زہراؓ کا نور عین ہوں بیٹا علیؓ کا ہوں
سید کا قتل ظالمو جائز ہوا نہیں / اچھا نہیں تمہارے لئے یہ بھلا نہیں
عقبیٰ خراب ہووے گی دنیا نہ پاؤ گے / مجھ سے اگر لڑو گے جہنم میں جاؤ گے
کہنا نہ مانے سید عالم کا وہ شقی / برسائی چاروں سمت سے بوچھار تیروں کی
جب ذوالفقار حیدری کی شاہ نے علم / انتیس سو پچاس لعیں ہو گئے قلم
آئی ندا فلک سے کہ بس ہاتھ تھام لو / بچپن میں جو کیا تھا سو وعدہ وفا کرو
یہ سُنتے ہی حسینؓ نے سر کو جھکا لیا / تیغ و سناں چلانے لگے سارے اشقیا
ستر ہزار زخم لگے ایک جسم پر / گھوڑے سے شاہ گر پڑے ہو کے لہو میں تر
خنجر لئے جو ہاتھ میں قاتل عیاں ہوا / نیت کئے نماز کی تھے شاہِ کربلا
اک روز وہ تھا کاندھے پہ احمدؐ کے تھے سوار / اک روز یہ ہے سینہ پہ ہے شمر نابکار
شبیرؓ دیکھے غم میں پیمبرؐ کو ننگے سر / فرماتے تھے نواسے کا حلقوم چوم کر
اُمت رہائی پائی ہے قید گناہ سے / اے لال سر کٹا دے میں قربان حلق کے
گریاں حسنؓ کھڑے تھے پریشان مصطفےٰ / بالوں میں خاک ڈالتی تھیں بی بی فاطمہؓ
تکبیر میں حسینؓ کا کاٹا لعیں نے سر / سبحان ربی الاعلیٰ تھا شہ کی زبان پر
اندھیرا تھا زمیں پہ قیامت ہوئی بپا / حور و ملک پکارتے تھے وامحمدا

اہل حرم کے رونے کا کیا ماجرا لکھوں
طاقت زبان میں نہ رہی آہ کیا کروں
محشر کے روز اس کو بس آرام و چین ہے
اب دستگیر جس کا وسیلہ حسینؑ ہے
جب صدق دل سے مؤمنو یہ ماجرا سنو
آلِ نبیؐ کے نام پہ بس فاتحہ پڑھو

مرثیہ دربیان فرزندان مسلمؑ

یہ روایت ہے کہ کوفے میں مسلمؑ کے پسر
دونوں مظلوم ہوئے مار گیا ان کا پدر
ایک تو شمس تھا دوسرا مانند قمر
چھپکے بیٹھے تھے وہ اک جھاڑ تھا اسکے اندر

یاد کر باپ کو روتے تھے دونوں بھائی
جو وہاں حارثِ ملعون کی لونڈی آئی

نہر تھی پانی کی اس پیڑ کے نیچے جاری
آئی تھی پانی کو لونڈی جو وہاں بیچاری
اس کو دکھلائی دئے بچے وہ باصد زاری
دیکھ کر ان کو وہ کرنے لگی آہ و زاری

کسکے ناموس ہو کس شخص کے بیٹے ہو تم
چھپکے اس پیڑ میں کیوں بیٹھے ہو تم

کیا ہوا تم پہ ستم کس نے ستایا تم کو
جھاڑ میں لاکے کہو کس نے چھپایا تم کو
کس نے بٹھوایا تمہیں کس نے رُلایا تم کو
یا کوئی گھر سے ہے پھسلا کے لے آیا تم کو

تم پہ آفت یہ پڑی کیسی سناؤ مجھکو
بچو تم نام و نسب اپنا بتا دو مجھ کو

ڈال کر کس لئے باہیں ہو گلے سے روتے
غش تمہیں آتا ہے بیتاب ہوا یسے روتے
جوں جوں تم روتے ہو اور جان ہو اپنی کھوتے
میرے بر میں تو کلیجے کے ہیں ٹکڑے ہوتے

اب تو آنکھوں میں مری ہوگئی سیاہی آئی
کیسی تم پیارے سے بچوں پہ تباہی آئی

یا اسی شہر میں ماں باپ تمہارے ہینگے
یا تمہیں چھوڑ کر پردیس سدھارے ہینگے
یا کئے قید کسی نے وہ بچارے ہینگے
یا کہیں دشمنوں نے گھیر کے مارے ہینگے

تم میرے گھر چلو اسطرح کیوں روتے ہو
شہر کو چھوڑ کے کیوں جان حزیں کھوتے ہو

جب یہ کہہ کے لگی وہ لونڈی جو رونے کو وہاں
تب وہ کہنے لگے مسلمؑ کے ہیں ہم راحتِ جاں
چھاتی جاتی ہے پھٹی اُڑ گئے ہیںگے اوساں
ہم نواسے ہیں محمدؐ کے ہے ہم پر طوفاں

ساتھ اگر اپنے ہمیں شہر میں لیجاؤ گی ۔ ماری جائینگے ہم اور تجھ پہ بلا آئے گی

الغرض ساتھ انہیں لے کے وہ آئی گھر میں ۔ اپنی بی بی کو وہ سب حال سنائی گھر میں
بی بی مسلم کے میں بیٹوں کو ہوں لائی گھر میں ۔ پر وہ دیتے ہیںنگے رو رو کے دہائی گھر میں

دیکھکر انکو تو ہوتے ہیں جگر کے ٹکڑے ۔ بی بی وہ شکل میں ہیں دونوں قمر کے ٹکڑے

سنکے وہ آئی جہاں بیٹھے تھے وہ بدر منیر ۔ اشک بھر لائی نظر آ گئے جب دونوں صغیر
ان پہ قربان لگی ہونے وہ بی بی دلگیر ۔ پیٹا منھ اس نے گریباں کو لیا اپنے چیر

ایک حجرے میں لے جا اور بٹھایا ان کو ۔ کھانا کھلوا کے بچھونے پہ سلایا ان کو

شہر کے بیچ تھی اس طرح منادی پھیری ۔ دیکھو بچوں کو نہ مسلم کے چھپائے کوئی
جو چھپاویگا تو بس جاویگی جان اسکی بھی ۔ دن تو آخر ہوا اب رات ستم کی آئی

غم سے ان بچوں کے بی بی نپٹ مرتی تھی ۔ خوف سے کانپتے تھی مر دکے اور روتی تھی

اس میں دو پہر ہوئی رات جو حارث آیا ۔ گھر تو تھا وہ اسی ملعون کا سدا واویلا
ہائے ان بچوں کا اے مومنوں دشمن آیا ۔ ہو گئی اور بھی اس بی بی پہ آفت برپا

وہ لعیں کہنے لگا لاؤ جو کچھ کھانا ہے ۔ ڈھونڈنے بچوں کو مسلم کے مجھے جانا ہے

دو پہر رات ہوئی چار پہر دن گذرا ۔ ڈھونڈھتا چاروں طرف میں انہی بچوں کو پھرا
نہ ملے وہ کہیں مجھ کو نہ پتہ ان کا ملا ۔ کہہ کے یہ بات غرض کھانے کو وہ پھر بیٹھا

بچے سوتے تھے جو قسمت نے دکھایا یہ خواب ۔ باپ لہو میں ہے ڈوبا کھڑا با چشم پر آب

دیکھ کر خواب میں وہ باپ کو بچے معصوم ۔ چونک اٹھے نیند سے رو رو کے مچا کر وہ دھوم
سنکے ان بچوں کے رونے کو وہ بی بی مغموم ۔ حیف کر کہنے لگی پھوٹ گئے اب مقسوم

اب تو ان بچوں کو خونخوار یہ لے جائیگا ۔ مار ڈالے گا ستمگار یہ کیوں چھوڑیگا

ہائے پھر حارث ملعون نے جا کر یہ کہا ۔ پوچھا اس نے یہ بہت ان کو ڈرا کر یہ کہا
کس کے تم بیٹے ہو تب بولے وہ بے پر یہ کہا ۔ باپ مسلم تھا ہمارا سو گیا مر یہ کہا

پوتے حیدرؓ کے نواسے تو نبیؐ کے ہیںنگے ۔ اور بھتیجے تو حسینؑ ابن علیؓ کے ہیںنگے

بات یہ سنتے ہی ملعون وہ زلفوں کو پکڑ — کھینچ ان بچوں کو حجرے میں سے لایا باہر
مار کر ان کو طمانچے وہ لعین بد اختر — سو یہ پھر کہنے لگا ہائے ستم رو رو کر
یار در خانہ و ما گرد جہاں میگردیم — آب در کوزہ و ما تشنہ لباں میگردیم

پھر تو ندی کی طرف لے چلا ان کو دشمن — اور ستم اس نے کیا بچوں پہ بارنج و محن
تب تو وہ بچے لگے کہنے یہ رو رو کے سخن — مارتا کیوں ہے ہمیں بچوں کو تو اے رہزن
کھینچ مت زلفوں کو ہم ہیںگے بچارے ہی ہے — ٹوٹے جاتے ہیں یہ سب بال ہمارے ہی ہے

کیوں تجھے ترس ہمارے پہ نہیں آتا ہے — کیا ہوا تجھ کو نہیں خوف خدا آتا ہے
ہم غریبوں پہ ستم کاہے کو یہ ڈھاتا ہے — یہ بتا ہم کو تو اب لے کے کدھر جاتا ہے
کیسا بے رحم ہو دیتے ہیں دہائی تجھکو — آج کیا ال گئی گھر بیٹھے خدائی تجھ کو

جب وہ کہنے لگا میں قتل کروں گا تم کو — مجھ سے تکرار عبث کرتے ہو تم اے لڑکو
منتیں کرتے ہو کاہے کو بھلا تم اب تو — ترس آتا نہیں کچھ تم پہ ذرا بھی مجھکو
چھوڑ دونگا تو حاصل مجھے کیا ہوویگا — قتل کرنے سے برار تبہ سوا ہوویگا

سنکے پھر ہو رہے خاموش وہ دونوں بھائی — ہو ا ندی کی طرف لے کے رواں سودائی
پیچھے سے بی بی و لونڈی بھی دوڑی آئی — پیٹ کر سر کو وہ روتی ہوئی فرمائی
ہائے اے ظالم خونخوار نہ تو مار انہیں — روئیں گے پیٹ کے سر حیدر کرار انہیں

اک پسر حارث ملعون کا تھا صاحب دیں — پیچھے پیچھے وہ چلا جاتا تھا باصد غمگین
باپ سے کہنے لگا ہو کے وہ بس زار حزیں — مارنا ایسے غریبوں کا تو کچھ خوب نہیں
بے پدر ہائے یہ اس شہر میں معصوم ہوئے — یہ وطن چھوڑ کے پردیس میں مظلوم ہوئے

بات یہ سنکے لعیں کھینچ کے اپنی تلوار — ہاتھ میں بیٹے کو دی اور کہا ان کو مار
سنکے بیٹے نے یہ تب اس سے کہا استغفار — ان کے بدلے میں تو میں حاضر ہوں مجکو مار
تب تو اس ظالم بے دین نے تلوار اٹھا — کر دیا ہائے ری اس بیٹے کا سرتن سے جدا

ہائے یہ قتل کیا بی بی اور لونڈی کو — ایک باقی تھا غلام اس نے کہا یہ اس کو

ماراان بچوں کو تو مال میں دوں گا تجھکو
وہ غلام اس سے یہ کہنے لگا اسدم رورو

موت آپہنچی ہے سر پر مرے اس آن مری
انکی تو جان کے ساتھ لگی ہے جان مری

اس لعیں نے پھر اسے مارلیا ہائے ستم
لے کے ان بچوں کو دریا پہ جو پہنچا ظالم

بچے آپس میں یہ کہنے لگے با دیدۂ نم
رحم جو ہم پہ کرے ہوتا ہے سر اس کا قلم

ہم کہیں کس سے نصیبوں کی ہماری خوبی
آج پردیس میں اماں کی کمائی ڈوبی

ان پہ پھر حارث ملعون نے کھینچی تلوار
بڑے بھائی نے کہا چھوٹے سے پہلے مجھے مار

چھوٹا کہتا تھا کہ گردن تو مری پہلے اُتار
داغ بھائی کا نہ دے مجھ کو ستمگر خونخوار

ہم تو تلوار کے نیچے سے نہیں ٹلنے کے
آرزو مند ہیں بابا سے بہت ملنے کے

بین یہ کر چکے ظالم سے بیچارے دونوں
پھر مدینے کی طرف دیکھ پکارے دونوں

یا نبیؐ دیکھو کہ ہم ہیں گے آوارے دونوں
ہائے اتنے میں گئے نادان وہ مارے دونوں

کاٹ کر سر کو ستم اور یہ ایجاد کیا
لاشے دریا میں دیئے پھینک یہ بیداد کیا

آگے اب کس سے مصیبت یہ کہی جاتی ہے
چین دل کو نہیں آنکھوں میں نہ نیند آتی ہے

یہ روایت تو اے احسان جگر کھاتی ہے
اور قلم کی بھی مرے چھاتی پھٹی جاتی ہے

یا خدا حارث ملعون کا ہو منھ کالا
ماراان ننھے سے بچوں کو ہے جس نے ڈالا

نوحہ حضرتِ بالی سکینہؓ

رو رو کہتی تھی بالی سکینہؓ ظالمو میرے گوہر نہ چھینو
میں ہوں بنتِ امام مدینہ ظالمو میرے گوہر نہ چھینو

میں تو لختِ دلِ مصطفےٰ ہوں میں جگر گوشۂ مرتضیٰؓ ہوں
گوہر گوش خیر النسا ہوں ظالمو میرے گوہر نہ چھینو

بے پدر کو نہ اتنا ستاؤ خون کانوں سے نہ اتنا بہاؤ
دُکھ زدی کے نہ دل کو دکھاؤ ظالمو میرے گوہر نہ چھینو

یہ اذیت بہر خدا دو بے تامل ٹھکانے لگا دو
تیغ میرے گلے پر پھرا دو ظالمو میرے گوہر نہ چھینو

غم سے بابا کے مجھ میں نہیں حال مار ڈالو ابھی مجکو فی الحال
کر دو لاشہ بھی گھوڑوں سے پامال ظالمو میرے گوہر نہ چھینو

بار اب آؤ جور و جفا سے حشر میں کہہ کے مصطفےٰ سے
بخشواؤ نگی تم کو خدا سے ظالمو میرے گوہر نہ چھینو

سینۂ شاہ پر پلی ہوں شہر بانو کی میں لاڈلی ہوں
طوق پہنے برادر کھڑا ہے ظالمو میری گوہر نہ چھینو

میں یتیم شہ کربلا ہوں اور معصوم ہوں بے خطا ہوں
سیدہ سیدہ سیدہ ہوں ظالمو میری گوہر نہ چھینو

گر کروگی خدا سے میں فریاد دم میں ہو جاؤگے دیکھو برباد
اتنی مجھ پر تم نہ کرو بیداد ظالمو میری گوہر نہ چھینو

دی صدا لاشۂ شہ نے ناگاہ میری محنت نہ برباد کر آہ
صابرہ ہو کہو اللہ اللہ ظالمو میری گوہر نہ چھینو

شکر حق کر کے خاموش رہنا ضبط دل کر کے خاموش رہنا
ہم کو تڑپاتا ہے ترا کہنا ظالمو میری گوہر نہ چھینو

ظلم اگر یہ کریں تم دعا دو نار دوزخ سے امت بچا دو
یہ زہرا کی بیٹی صدا دو ظالمو میری گوہر نہ چھینو

ختم مجروح کر غم کی تقریر اب نہیں دکھ یارائے تحریر
پھر نہ منھ سے کہے بنت شبیرؑ ظالمو میرے گوہر نہ چھینو

نوحہ فاضل

بانو کہتی ہوئی رن میں آئیں میرے بچہ کا لاشہ بتا دو
تم کو روح نبیؐ کی دہائی میرے بچہ کا لاشہ بتا دو

ڈھونڈنے کی نہیں مجھ میں طاقت میری آنکھوں کی کم ہے بصارت
ہو گئی ہے میری غیر حالت میرے بچہ کا لاشہ بتا دو

تین دن سے نہ پانی پیا ہے تیر کھاتے ہی بس مر گیا ہے
مرتے دم تک نہ کچھ پیا ہے میرے بچہ کا لاشہ بتا دو

ہنس رہا ہے کہ وہ سو رہا ہے جاگتا ہے یا وہ رو رہا ہے
یا رب گر وہ سو رہا ہے میرے بچہ کا لاشہ بتا دو

کیا کہوں یہ میری خستہ حالی دن ہوا ہے مجھے رات کالی
ہو گئی ہے میری گود خالی میرے بچہ کا لاشہ بتا دو

ظالمو میری منت کو مانو فاطمہؑ کی بہو مجھ کو جانو
نام میرا تو ہے شہر بانو میرے بچہ کا لاشہ بتا دو

دیکھ لوں گی میں اس نازنیں کو پیار کر لوں گی اس مہ جبیں کو
سونپ دوں گی میں آخر زمیں کو میرے بچہ کا لاشہ بتا دو

ظالمو قدر کیا میری ہے تیغ میرے جگر پر چلی ہے
دل کو میرے بہت بے کلی ہے میرے بچہ کا لاشہ بتا دو

گور ننھی سی اس کی بناؤں اس کو کنج لحد میں سلاؤں
پھول تربت پہ اس کی چڑھاؤں میرے بچہ کا لاشہ بتا دو

میری آغوش کا سونے والا میری چھتیس دھاروں کا پالا
ہے کہاں میرے گھر کا اجالا میرے بچہ کا لاشہ بتا دو

رحم بیکس پہ للہ کھاؤ خون زیادہ نہ بس اب رلاؤ
میں دکھیاری ہوں میری ماؤ میرے بچہ کا لاشہ بتا دو

نوحہ

روروکہتی تھی قاسمؑ کی دلہن — چوڑیاں میں بڑھانے نہ دوں گی
ایک دو دن کی ہوں میں سہاگن — چوڑیاں میں بڑھانے نہ دوں گی
کل بٹھایا تھا مسند کے اوپر — آج مٹی پہ ہوں میں کھلے سر
چھین لیتے ہو کیوں میرا زیور — چوڑیاں میں بڑھانے نہ دوں گی
آج چوتھی کھلانے کا دن ہے — مجھ کو زیور پہنانے کا دن ہے
اور نتھ کے بنانے کا دن ہے — چوڑیاں میں بڑھانے نہ دوں گی
کل کی بیاہی پہ ہے آج بیداد — میرا ساماں ہوتا ہے برباد
میں کروں گی پیمبر سے فریاد — چوڑیاں میں بڑھانے نہ دوں گی
رُخ سے افشاں نہ میرے مٹاؤ — خاک سر پر نہ میرے اڑاؤ
ہاتھ نزدیک نہ میرے لاؤ — چوڑیاں میں بڑھانے نہ دوں گی
رحم آتا نہیں تم کو لوگو — کل کی دلہن ہوں منہ میرا دیکھو
دفن مجھ کو بھرے ہاتھوں کر دو — چوڑیاں میں بڑھانے نہ دوں گی
آگئی ہے میرے سر پہ آفت — مانگ پر ٹوٹی میرے قیامت
میرے ہاتھوں کی لیتے ہو زینت — چوڑیاں میں بڑھانے نہ دوں گی
بی بیو میرا دولھا بتاؤ — مجھ کو کنج لحد میں سلاؤ
ورنہ مجھ کو وہاں لے کے جاؤ — چوڑیاں میں بڑھانے نہ دوں گی
اُٹھ گیا ہے میرے سر سے والی — مجھ کو چادر اوڑھا دو وہ کالی
ہاتھ کیوں کرتے ہو میرے خالی — چوڑیاں میں بڑھانے نہ دوں گی
نام نوشہ کا لے کے پکاری — رانڈ ہوتی ہے دُلہن تمہاری
آپ جب تک نہ بولو گے واری — چوڑیاں میں بڑھانے نہ دوں گی

کان میں بولی رو رو کے مادر — مر گیا مر گیا تیرا شوہر
کس بھروسہ پہ کہتی ہے دختر — چوڑیاں میں بڑھانے نہ دوں گی
منہ سے گھونگھٹ کی تئیں اب اٹھاؤ — نتھ بڑھا کر یہ بیڑا کھلاؤ
صدقہ جاؤں زباں پر نہ لاؤ — چوڑیاں میں بڑھانے نہ دوں گی
آئے نوشہ کے لاشہ کو لے کر — گھر میں شادی کے برپا تھا محشر

پھر نہ آیا دلہن کی زباں پر
چوڑیاں میں بڑھانے نہ دوں گی

سلام از محمد ابو طالب

ہم دفن ہوں گے شاہِ زمن کے پاس — بلبل کی قبر ہو گی سلامی چمن کے پاس
خنجر سے کون آکے بچاتا حسینؑ کو — جُز بے کسی نہ تھا کوئی شاہِ زمن کے پاس
دھڑ کا یہی تھا باندھے نہ بچوں کے ہاتھ شمر — تھے سر جھکائے عابدؑ مضطر رسن کے پاس
کہتی تھی ماں کہ اکبرؑ گل رو کی خیر ہو — آئے خزاں ابھی نہ بہار چمن کے پاس
سجادؑ کے جو شانوں پہ نیزی چھپاتے تھے — زخموں کے بھی نشاں تھے نشانِ رسن کے پاس
لکھا ہے خاک پائے حسینؑ شہید سے — آتش ملکؑ لائیں ہماری کفن کے پاس
گیسو نہیں ہیں عارضِ اکبر کے متصل — سنبل اُگا ہوا ہے گل یاسمن کے پاس
خالی کئے تھے سبطِ نبیؐ پر جو وقتِ قتل — ترکش بھرا نہ تھا کسی ناوک فگن کے پاس
ماتم ہوا یہ گھر میں کہ ہلنے لگی زمین — رخصت کو آئی جب شہ والا بہن کے پاس
پانی پہ فاتحہ مری دے دے کے رو ئیو — بھیجا یہ لکھ کے شاہ نے اہلِ وطن کے پاس
فضلِ خدا سے ہے وہ زباں میں مری خراش — جیسی کہ تیغ تیز ہو شمشیر زن کے پاس
اس دم کھلے کہ ہے یہی نازک زیادہ تر — گل کی کلی کو لائیں جو شہ کے دہن کے پاس
مضمون سب اسکا پڑھ کے چچا کو سنا دیا — تحریر تھی جو باپ کی ابن حسنؑ کے پاس

عاشق ہماری شعر میں یوں سب بسے ہوئے
عطر عروس ہوتا ہے جیسے دلہن کے پاس

ایضاً

وصف گل زہرا سے ترقی ہے سخن کو
اے مجرئی پھولوں سے بساتا ہوں دہن کو

دیکھیں جو کبھی حسن گل باغ حسنؓ کو
اے مجرئی ہو وجد عروسان چمن کو

ہاں اے صدف چشم وہ ہوں اشک کے دانے
بے آب کہیں اہل نظر دُرّ عدن کو

شہ نے جو کہا مرنے چلے قاسم نوشاہ
پھر تازہ کیا تم نے میرے داغ کہن کو

تشبیہ اسے گیسوئے اکبر سے میں کیا دوں
خوشبو یہ میسّر ہے کہاں مشک ختن کو

اے چرخ صد افسوس تجھے شرم نہ آئی
بے پردہ کیا بلوی میں موننس کے چمن کو

نوحہ بیان حضرت زینبؓ و حال حضرت امام حسینؓ

زینبؓ نے در خیمہ سے یوں شور مچایا فریاد خدایا
پردیس میں بھائی سے مقدر نے چھڑایا فریاد خدایا

لب تشنہ تجھے قتل کیا نہر کے اوپر مظلوم برادر
افسوس لعینوں کو ذرا رحم نہ آیا فریاد خدایا

بھیا تری مظلومی پہ بہنا ہو یہ واری اے عاشق باری
چوبیس پہر پانی کا قطرہ بھی نہ پایا فریاد خدایا

میں بیکس و ناچار نواسی ہوں نبی کی بیٹی ہوں علیؓ کی
در در مجھے بے رحموں نے سر ننگے پھرایا فریاد خدایا

اصغرؓ ہی پر ارمان ہوئے جلد سدھاری بابا گئی ماری
پانی کے عوض تیر لعینوں نے لگایا فریاد خدایا

برچھی کی انی سینۂ اکبر میں در آئی اے خالق باری
نقشہ ترے محبوب کا دنیا سے مٹایا فریاد خدایا

پامال کیا نعش کو گھوڑوں سے سراسر اے قدرت داور
سر کاٹ کے نیزوں پہ لعینوں نے چڑھایا فریاد خدایا

دُر چھینے سکینہؓ کے طمانچے اسے مارے کان زخمی ہیں سارے
رحم اسکی یتیموں پہ لعینوں کو نہ آیا فریاد خدایا

نوحہ دوم بیان حضرت بانو و درآمدن خط صغریٰ

مجرا اے رو رو کے جو کرتی تھیں یہ تقریر صغریؓ کو لکھوں کیا

میں بانو سے نادم ہوں باحالت تغییر صغریٰؓ کو لکھوں کیا

اک ناقہ سوار آیا ہے بن قاصدِ صغریٰؓ اے عابدِ بیمارؓ
اپنی تو حقیقت نہیں کچھ قابل تحریر صغریٰؓ کو لکھوں کیا

بابا کو یہ لکھا ہے کہ اے قبلۂ کونین ابؓ آؤ وطن کو
وہ باپ تو خنجر سے ہوا سجدے میں تکبیر صغریٰؓ کو لکھوں کیا

اصغرؓ کو لکھا ہے کہ بیروں ترا جھولا یاں سونا پڑا ہے
اس ننھے سے بھیا کے تو گردن میں لگا تیر صغریٰؓ کو لکھوں کیا

اکبرؓ کو یہ لکھا ہے کہ قدموں سے تم اپنے روشن کرو گھر کو
تیروں کا نشانہ ہوئی وہ چاند سی صورت صغریٰؓ کو لکھوں کیا

قاسم کو یہ لکھا ہے کہ تم دولہا بنے ہو ہم نے یہ سنا ہے
نیزے پہ چڑھی اس کی ہے وہ چاند سی تصویر صغریٰ کو لکھوں کیا

کبریٰؓ کو یہ لکھا ہے کہ آؤ میری بہنا میں روٹھی ہوں تم سے
یاں دولھا کو بیٹھی ہوئی وہ روتی ہے ہمشیر صغریٰ کو لکھوں کیا

عباسؓ کو لکھا ہے کہ جلد آؤ چچا جان بوسے لوں علم کے
وہ نہر پہ بے بازو ہوا بازوئے شبیرؓ صغریٰؓ کو لکھوں کیا

سجادؓ کو لکھا ہے کہ بھائی مرے غمخوار تم بھی مجھے بھولے
کہہ اپنی زبانی تو کچھ اے بستۂ زنجیر صغریٰؓ کو لکھوں کیا

زینبؓ کو یہ لکھا ہے کہ دکھلاؤ پھوپھی جان اب ہودج ذیشان
جو خاک پہ بیٹھی ہیں یہاں صاحب توقیر صغریٰؓ کو لکھوں کیا

لکھا ہے مجھے اس نے کہ اماں مری بانو کب واں سے پھرو گی
میں روتی ہوں زنداں میں کر نالۂ شبگیر صغریٰؓ کو لکھوں کیا

بیٹی مری بیٹھی ہوئی شوہر کا کٹا سر میں بیٹھی ہوں قیدی

اب دیکھئے کیا آگے دکھاوے مجھے تقدیر صغریٰؓ کو لکھوں کیا
تن وارثوں کے قتل کئے رن میں پڑے ہیں بے گور و کفن ہائے
کوئی آل محمدؐ کی نہیں پوچھتا تقصیر صغریٰؓ کو لکھوں کیا
میں جاتی تو اس بچی کو چھاتی سے لگاتی اور دیتی دلاسا
مرجانے کی اب باپ کی جب واں ہوئی تشہیر صغریٰؓ کو لکھوں کیا
زندان میں سب اہل حرم روتے تھے عترت جب کہتی تھیں بانو
کاغذ ہے نہ خامہ ہے نہ ہے طاقت تحریر صغریٰؓ کو لکھوں کیا

نوحہ سوم بیان حضرت زینبؓ

زینبؓ یہ بیاں کرتی تھیں گردوں کے ستائے ہے ہے مرے بھائی
پردیس میں لوٹی گئی زہراؓ کی کمائی ہے ہے مرے بھائی
بے جرم و خطا آپ کا لعنوں نے سر تن سے اُتارا
لب تشنہ ہوئے بوند بھی پانی کی نہ پائی ہے ہے مرے بھائی
کہتی تھی سکینہؓ مجھے بابا سے ملا دو شکل ان کی دکھا دو
بن باپ کی میں ہو گئی خالق کی دُہائی ہے ہے مرے بھائی
پانی کیلئے ساتھ گئے آپ کے اصغرؓ پھر آئے نہ پھر کر
پانی کے عوض تیر سے پیاس اس نے بجھائی ہے ہے مرے بھائی
کہتی ہیں سکینہؓ مرے سقّے کو بلاؤ یا پانی پلاؤ
پانی کے لئے نہر پہ کیوں دیر لگائی ہے ہے مرے بھائی
روتی ہے بیاں کر کے یہی وہ جگر افگار اے رشہ کے علمدار
عمّو نے بھی افسوس مری یاد بھلائی ہے ہے مرے بھائی
ہے لاش تری دھوپ میں بے سر پڑی عریاں اور خوں میں ہے غلطاں

تم مر گئے آہ مجھے موت نہ آئی ہے ہے مرے بھائی
اُمّت کے لئے آپ نے سر اپنا کٹایا پانی بھی نہ پایا
صدقے تری مظلومی کے یہ زہراؑ کی جائی ہے ہے مرے بھائی
زینبؑ کا عجب حال تھا حیدرؑ میں کہوں کیا پھٹتا ہے کلیجہ
رو رو کے یہی کہتی تھی وہ غم کی ستائی ہے ہے مرے بھائی

نوحہ چہارم بیان حضرتِ فاطمہؑ

یوں فاطمہؑ بیان کرتی تھیں بیاں ہائے حسینا مظلوم حسیناؑ
مارا گیا تو تشنہ وہاں ہائے حسینا مظلوم حسیناؑ
دریا پہ علمدار کے کاٹے گئے بازو چلتا نہیں قابو
مارا گیا قاسم سا جواں ہائے حسیناؑ مظلوم حسیناؑ
اصغرؑ کے لگا تیر ستم حلق پہ آکر اے شافع محشر
اکبرؑ کے لگی نوک سناں ہائے حسیناؑ مظلوم حسیناؑ
میدان میں لاشہ ترا بے غسل و کفن ہے سب ٹکڑے بدن ہے
دُنیا سے گیا سوئے جہاں ہائے حسیناؑ مظلوم حسیناؑ
جنگل میں پڑی دھوپ میں ہے لاش تمہاری اے عاشق باری
صدقے تری غربت کے یہ ماں ہائے حسیناؑ مظلوم حسیناؑ
ملعونوں نے ہے ہے ترا تن سر سے اُتارا پیاسا تجھے مارا
امّت نے نہ دی تجھ کو اماں ہائے حسیناؑ مظلوم حسیناؑ
تھا خیمۂ عصمت میں بپا شاہ کے محشر میں کیا کہوں حیدر
سب کہتے تھے با شور فغاں ہائے حسیناؑ مظلوم حسیناؑ

نوحہ پنجم بیان حضرتِ صغریٰؓ

صغریٰؓ نے کہا رو کے حضرت ہوئے سوار ہے ہے مرے بابا
تنہا مجھے تم چھوڑ کر یاں جاؤ نہ زنہار ہے ہے مرے بابا
تنہائی میں فرقت کا الم سہہ نہ سکوں گی رو رو کے مروں گی
کیا گزرے گی مجھ پر کہ میں ہوں صاحب آزار ہے ہی مرے بابا
سب چھوٹے بڑے آپ کے ہمراہ ہیں مولا میں یاں پہ ہوں تنہا
اس صدمے سے بیلے بھلا کس طرح دل زار ہے ہے مرے بابا
سو رہتی ہوں منہ ڈھانپ کر شب کو جو میں دکھیا کوئی ہے یہ کہتا
دسویںؓ کو محرم کے کھل جائے گا اسرار ہے ہے مرے بابا
صبر آتا نہیں جاتی ہے حضرت کی سواری لے چلیے میں واری
تنہائی میں بیٹی کا نہیں کوئی بھی پرساں ہے ہے مرے بابا
کیا رنج وزیر اس پہ تھا اے وائے مقدر فرماتی تھیں رو کر
اس سن میں افسوس ہوئی بیکس و ناچار ہے ہے مرے بابا

نوحہ ششم بیان حضرتِ زینبؓ در حال پسران خرد

زینبؓ یہ بیاں کرتی تھیں با حالتِ مضطر ہے ہے مرے بچو
اے عون و محمد مرے جانی مرے دلبر ہے ہے مرے بچو
سمجھانے کو اٹھو کہ ہے خیمہ میں قیامت یہ نیند کی غفلت
سر پیٹ کے چلّاتے ہیں ہر دم علی اکبرؓ ہے ہے مرے بچو
پیاسے رہے اور پیاس نہ دریا سے بجھائی کیا شکل بن آئی
مادر سے خفا ہو کے سدھارے سوئے کوثر ہے ہے مرے بچو

نوحۂ پنجم بیان حضرتِ صغریٰ

صغریٰؓ نے کہارو کے حضرت ہوئے سوار ہے ہے مرے بابا
تنہا مجھے تم چھوڑ کر یاں جاؤ نہ زنہار ہے ہے مرے بابا
تنہائی میں فرقت کا الم سہہ نہ سکوں گی رو رو کے مروں گی
کیا گزرے گی مجھ پر کہ میں ہوں صاحب آزار ہے ہے مرے بابا
سب چھوٹے بڑے آپ کے ہمراہ ہیں مولا میں یاں پہ ہوں تنہا
اس صدمے کی بیلے بھلا کس طرح دل زار ہے ہے مرے بابا
سوتی ہوں منہ ڈھانپ کر شب کو جو میں دکھیا کوئی ہے یہ کہتا
دسویںؑ کو محرم کے کھل جائے گا اسرار ہے ہے مرے بابا
صبر آتا نہیں جاتی ہے حضرت کی سواری لے چلئے میں واری
تنہائی میں بیٹی کا نہیں کوئی بھی پرساں ہے ہے مرے بابا
کیا رنج وزیر اس پہ تھا اے وائے مقدر فرماتی تھیں رو کر
اس سن میں افسوس ہوئی بیکس و ناچار ہے ہے مرے بابا

نوحہ ششم بیان حضرتِ زینب درحال پسران خرد

زینبؓ یہ بیاں کرتی تھیں باحالتِ مضطر ہے ہے مرے بچو
اے عون و محمد مرے جانی مرے دلبر ہے ہے مرے بچو
سمجھانے کو اٹھو کہ ہے خیمہ میں قیامت یہ نیند کی غفلت
سر پیٹ کے چلاتے ہیں ہر دم علی اکبرؑ ہے ہے مرے بچو
پیاسے رہے اور پیاس نہ دریا سے بجھائی کیا شکل بن آئی
مادر سے خفا ہو کے سدھارے سوئے کوثر ہے ہے مرے بچو

نادیوں نے نہ کیا خوفِ عذاب دوزخ — تیرے خیمہ کو جلایا مرے مظلوم حسینؓ
روئی تم کو جو سکینہؓ تو طمانچے اسکو مارے — رحم اس پر بھی نہ آیا مرے مظلوم حسینؓ
قتل تم ہو گئے وہ رہ گئی تنہا بیٹا — کون اب دیگا دلاسا مرے مظلوم حسینؓ
رو رو کہتی تھی کہ بابا کو بلا دو اماں — ہے سکینہ تیری شیدا مرے مظلوم حسینؓ
کس طرح سے دلِ بیتاب کو سمجھاؤں میں — دشتِ غربت میں تنہا مرے مظلوم حسینؓ
ماں ہو قربان ترے صبر کے ہاتھوں پہ ترے — تیر اصغرؓ کو لگایا مرے مظلوم حسینؓ

نوحہ اب یہ ختم ہو عرض یہ کرتا ہے وزیر
نار دوزخ سے بچانا مظلوم حسینؓ

سبیل نامہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

پانی پیو تو یاد کرو پیاس امام کی — پیاسو یہ ہے سبیل شہیدوں کے نام کی
ہے یہ سبیل اس شہ عالی مقام کی — امت پہ جس نے آتش دوزخ حرام کی
لذت ہے جس کے پانی میں کوثر کے جام کی — ہو گی نجات اس سے ہر ایک خاص و عام کی
اول تو وہ شہید ہے زہراؓ کا نور عین — شاہ شہید خستہ جگر تشنہ لب حسینؓ
پیاسا ہوا ہے ساقی کوثر کا نور عین — اس تشنہ لب کے واسطے روتے ہیں کر کے بین
پھر بعد ان کے ہائے وہ عباس شہسوار — راہ خدا میں کر دیا جی جان کو نثار
دریا کنارے ٹکڑے ہوا پیاسا بیقرار — رو رو کے اس کا نام لو اور غم میں آہ مار
پھر اس کے بعد ہائے وہ اکبرؓ سا نوجواں — صورت میں جس کی شکل محمدؐ تھی عیاں
مارا ستمگروں جو اس شیر کو وہاں — پیاسا ہی مر گیا وہ جواں ہائے دوستاں
پھر وہ جوان جس کی لگی موت سی لگن — دولہا پیاسا مر گیا روتی رہی دلہن
جوڑا شہانا اس کا ہوا بیاہ میں کفن — سہرے کے پرزے ہو گئے ٹکڑے ہوا بدن
پھر بعد اسکے ہائے وہ شش ماہ کا صغیر — اس تشنہ لب کے حلق پہ ظالم نے مارا تیر

اصغر علیؑ وہ چاند سی تصویر بے نظیر
اس کو بھی تین دن نہ ملا پانی اور شیر
جس وقت ہائے تیر لگا اس صغیر کے
اور روح اس کی پیاسی گئی ساتھ تیر کے
جس وقت نالے بھر چکے لوہو و شیر کے
آنسو ٹپکنے لگ گئے حضرتِ شبیرؓ کے
آیا جو قتل گاہ میں وہ شاہِ کربلا
اور ایک لاکھ فوج ستمگر سے لڑا
بھوکا پیاسا تین شب و روز کا وہ تھا
ناچار ہو کے زخمی وہ گھوڑے سے گر پڑا
تب خنجر اسکے حلق پہ ہونے لگا رواں
پانی اگر ملے تو کروں پیاس کا بیاں
کیا بیکسی میں انکی لکھوں ہائے داستاں
بس اے محبوؔ ہوتا ہی جاری یہ از دہاں
پانی پیو تو سبطِ پیمبرؐ کا نام لو
عباس علیؑ اور ان برادر کا نام لو
قاسم بھتیجے اسکے دلاور کا نام لو
پھر بعد اسکے اکبرؓ و اصغرؓ کا نام لو
بس ان کے نام کا کوئی پانی پلائے گا
یا اُن کے نام کا کوئی شربت پلائے گا
محبوب ان کا ہوگا وہ جنت میں جائے گا
بدلہ یہ اِس کا روزِ قیامت میں پائے گا
اے یارو اس سبیل کا پینا ثواب ہے
پینے کا اس میں کچھ نہ حساب و کتاب ہے
پانی تمہیں ہے خلد بریں کا یہ آب ہے
قسمت میں جسکے ہو وہ پیئے یہ وہ آب ہے
گر چاہتا تو ایک اشارے میں وہ امام
پانی زمیں سے پھٹ کے نکلتا وہاں تمام
اور آسمان سے ابر برس جاتا لاکلام
لیکن تھا اِس کو راہِ رضا ہی پہ اپنا کام
جاری ہے اس سبیل پہ اس شاہِ دیں کا نام
جس کا نظیر ادنیٰ ہے اک کمترین غلام
کہتا ہے اس سبیل پہ اس شاہ دیں کا نام
صلوات بر محمدؐ و بر آل او مدام

پانی پیو تو یاد کرو پیاس امام کی
پیاسو یہ ہے سبیل شہیدوں کے نام کی

مرثیہ در بیان شیریں کنیز کہ امام حسینؓ

شیریں کو جب حسینؓ نے آزاد کر دیا
زیور دیا حرم نے شہ دیں نے زر دیا
لعل و گوہر سے گوشہ چادر کو بھر دیا

شہ بولے ہم کو موت نے دھوکا اگر دیا
شیریں نے عرض کی کہ خدا دشمنی سے نصیب
پر کب تلک تم آؤ گے شہ بولے عنقریب
شیریں نے پھر یہ پوچھا کہ میں آپ پر فدا
ہے قصد یہ پھر آؤ گے جو کچھ رضئ خدا
شیریں نے عرض کی کہ کیا آپ نے کہا
شہ نے کہا کہ ایسا ہی وہ وقت ہوویگا
بانو کے گرد پھرنے لگی پھر وہ خوش خصال
چھٹو تمہارے قدموں سے تر ہوگی میں کمال
اب یوں بیان ہے راوی شیریں کلام کا
واں اک یہودی کی ہوئی زوجہ باوفا
اک دوپہر میں قتل ہوا لشکر حسینؑ
سر پیٹنے کی جا ہے کہ کاٹا سر حسینؑ
روز ازل سے آج تلک یہ نہیں سنا
وہ وعدہ بھی امام نے اپنا وفا کیا
اب اسطرح سے لکھتا ہے راوی معتبر
کفار نے قیام کیا اس مقام پر
شیریں جو تھی کنیز امام فلک جناب
مہمان کی تواضع و دعوت میں ہے ثواب
شیریں سے کہہ رہے تھے یہ شبیرؑ نامدار
جاؤ تو شہر کو نہ کرو دیر زینہار
یہ بات سن کے شوہر شیریں رواں ہوا

پہلے تو کربلا کو مدینے سے جائینگے
آؤ جو گھر پہ کہو وہ ید اللہ کا حبیب
وعدہ وفائی بندوں کی خالق کے ہاتھ ہے
تنہا تم آؤ گے کہ مع آل مصطفےٰ
شب کی شب بس آکر ترے گھر رہینگے ہم
اسدن کنیز مجکو نہ سمجھو گے اپنی کیا
گو دعوت حسینؑ تو کرنے نہ پائے گی
لیکر بلائیں روئی بہت اور کیا مقال
گو میں کہیں ہوں آپ وہیں مجکو جانیئے
شیریں بسوئے شام گئی غم میں مبتلا
پہنچے جو کربلا میں تو رنج و ملال تھا
دریا پہ پیاسے مارے گئے یاور حسینؑ
غل تھا کہ شہ نے وعدہ طفلی ادا کیا
مرنے کے بعد بھی کوئی وعدہ کرے وفا
کوفہ سے کاروان شہ بحر و بر چلا
وہ اہل بیت محترم شاہ بحر و بر
اعدا تو فرش کرتے تھے سوئے کیواسطے
اس شب کو کیا وہ دیکھتی ہے درمیان خواب
مہمان کا اے آہ نہیں تجھکو دھیان ہے
ناگاہ چشم کھل گئی شیریں کی ایکبار
لادی خبر یہی مرا مقصد تمام ہے
نکلا جو اپنے گھر سے تو دیکھا یہ ماجرا

پھر کربلا سے ہو کے ترے گھر ہم آئینگے
اسدن نصیب ہوگی مجھے دولت عجیب
اقرار یہ حسینؑ کا پر سر کے ساتھ ہے
شہ بولے سارا کنبہ مرے ساتھ آئیگا
تکلیف کھانے پینے کی تجھکو نہ دینگے ہم
کھائیں گے آپ کیوں نہ طعام ابن مصطفےٰ
اسدن تو شہربانو کو چادر اوڑھائیگی
دیکھو فلک دکھاتا ہے کب آپ کا جمال
آنکھوں سے دور دل سے قریں مجکو جانیئے
یاں بعد کتنے روز کے شہ نے سفر کیا
نرغے میں ظالموں کے محمدؐ کا لال تھا
اعدا نے چاک چاک کیا پیکر حسینؑ
امت پہ سر حسینؑ نے اپنا فدا کیا
شیریں سے جو حسینؑ نے اقرار تھا کیا
نیزے پہ سر حسینؑ کا شیریں کے گھر چلا
ایک قلعہ کے قریب غرض پہنچے نیزے سر
قیدی زمین پہ لیٹے ہیں یہ رونے کیواسطے
یہ کہہ رہا ہے خواب میں فرزند بوتراب
ایک شب کی شب حسینؑ ترا مہمان ہے
شوہر سے اپنے کہنے لگی ہو کے بیقرار
خیمہ کہاں حسینؑ کا اسجا قیام ہے
کچھ بیبیاں زمین پہ بیٹھی ہیں نادرا

نیزوں پہ سر کٹے اُستادہ ہیں جُدا
ظالم پکارے سُنکے تجھے ہو گیا ہے کیا
مارا گیا وہ خیمہ جلا اور گھر لُٹا
وہ مرد بولا رو کے مجھے کچھ خبر نہیں
دکھلا کے سب شہیدوں کے سر بولا وہ لعین
شیریں کو جا کے شوہر شیریں نے دی خبر
کچھ سر کھلی ہیں بی بیاں کچھ سر ہیں نیزوں کے
شیریں کے گوش زد ہوئی جس وقت یہ خبر
اور شکل شہربانو کی اس کو پڑی نظر
شیریں نے پاؤں چوم کے تب یہ کیا بیاں
آقا مرے کہاں مرے شہزادی ہیں کہاں
بانو نے سر کو پیٹ کے شیریں سے یہ کہا
اب ہم کو شام کو لیکے جاتے ہیں اشقیا
شیریں میں لُٹ گئی مرا شوہر ہوا تمام
بے دودھ چھ مہینے کا اصغرؑ ہوا تمام
عابدؑ کے پاس پھر گئی شیریں جگر فگار
آنکھیں جھکا کے بولے یہ سجادؑ نامدار

اک ناتواں ہے اسکو عبادت کا شوق ہے
سونے دو ہم کو رات کو ہر وقت یاں سحر جا
افسوس جس حسینؑ کی تم کو تلاش ہے
میں نے سُنا تھا آئی ہیں یہاں فوج شاہ دیں
لے دیکھ مرتبہ تو شہ مشرقین کا
کچھ اور مطلع نہ کیا یہ کہا مگر
حلقوم میں ظالموں کے بحال تباہ ہیں
بیساختہ وہ گھر سے نکل آئی ننگے سر
بولو میں آپ کا ہے کیوں سر کُھلا ہوا
کیا آپ کے یہ سر پہ ہوا ظلم ناگہاں
پیٹتی ہے چھاتی جلد بتاؤ یہ کیا ہوا
وارث کا میرے خشک گلا تیغ سے کٹا
اس حالت خراب میں جا بجا پھری
اٹھارویں برس مرا اکبرؑ ہوا تمام
الفت مجھے تھی اس سے پسر شیر خوار سے
پاؤں پہ گر کے کہنے لگی میں تری نثار
منہ دختران فاطمہؑ کا بے نقاب ہے

زنجیر بھاری پاؤں میں گردن میں طوق ہے
خیمہ کہاں حسینؑ کا کیا تو نہیں سُنا
بے گور کربلا میں پڑی اسکی لاش ہے
لے آیا اسکو شمر سر شام کے قریں
یہ سر حسینؑ کا ہے یہ لشکر حسینؑ کا
اک فوج زیر قلعہ مجھے آئی ہے نظر
بچے ہیں یہ بیبیاں ہیں کہ سب بے گناہ ہیں
نزدیک جب اسیروں کے پہنچی بچشم تر
ہے خوں بھرا کلیجہ پہ کرتا پڑا ہوا
ننھے آپ کیوں بڑھاتے ہیں منہ دو جہاں
کُرتا یہ کس کا دیکھتی ہوں خون بھرا ہوا
فوج یزید نے مجھے محبوس کر لیا
لوٹی گئی اسیر ہوئی بے ردا ہوئی
کس کس کا تجھ سے نام لوں اصغرؑ ہوا تمام
اصغرؑ کا کُرتا سونگھتی ہے لیکے پیار سے
فرمائے کہ نذر کروں کیا میں بیقرار
دو انکو چادریں کرو یہ کار ثواب ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

روایت شتر سوار. بی بی صُغرا رضؓ

ہے روایت شتر سوار کسی کا تھا رسولؐ
ان دنوں شہر مدینہ میں ہوا انکا نزول

جس محلّہ میں ہم رہتے تھے حسینؑ و بتول
ایک لڑکی کھڑی دروازہ پہ بیمار و ملول

خط لئے کہتی تھی پردہ کے قریں زار و نزار
ادھر آ تجھ کو خدا کی قسم اے ناقہ سوار

ناگہاں سن شتر اسوار وہ آواز حزیں
کوئی اس گھر بیں لاسے کو تری ہے کہ نہیں
باادب آن کے کہنے لگا پردہ کے قریں
اتنی سی عمر میں کیا دکھ ہے جو تو ہے غمگین

کونسی قوم کی تو لڑکی ہے تو بیمار صغیر
کیا ترا نام ہے تو کس لئے ہے دلگیر

وہ لگی کہنے سن اے بندہ حیّ القیوم
یہ محلہ بنی ہاشم کا ہے سب کو معلوم
میرا نانا نبیؐ ہے بابا علیؑ باب علوم
اور میں لڑکی جو ہوں دکھیا مغموم

فاطمہ صغرا اسی واسطے ہے میرا نام
دادی زہراؑ کی سی صورت ہے مری پیاری تمام

اور چچا میرا حسنؑ زہر سے جن کو مارا
ایک جیتا رہا سو میرا حسینؑ بابا
بعد اس کے کوئی اس کنبہ کا والی نہ رہا
وہ بھی بیمار مجھے چھوڑ سفر کو ہے گیا

اب تلک مجھکو نہیں اسکی خبر کچھ معلوم
اُمّ سلمہؓ مری نانی ہے اک گھر میں مغموم

ایک تو فاقہ کشی دوسرے میں ہوں بیمار
ایک مقنع ہے میرے سر پر سو دیتی ہوں اتار
ایک دانہ نہیں کیا دوں تجھے ای ناقہ سوار
میں نے بخشا میرے بھائی مرا خط لیکے سدھار

کہیو بابا سے کہ ہے فاطمہ صغرا بے چین
نام لے لیکے وہ مر جائیگی کہہ کہہ کے حسینؑ

اسلئے میں خط تجھے دیتی ہوں ای ناقہ سوار
میرا بابا بھی ادھر ہی کو گیا ہے ناچار
کربلا کی مجھے بو آتی ہے تجھ سے ہر بار
گر ترا ہو کبھی اس دشت کے میدانمیں گذار

کہیو رو رو کے زبانی یہ میرا اسے پیام
بندگی میرے بڑوں کو مری چھوٹوں کو سلام

مری ماں جائے سے کہیو کہ تم اتنا کیجیو
اور میری بہنوں سے بھی رو رو کہہ دیجیو
میری جانب سے سکینہؑ کی بلائیں لیجیو
کھانا واں کھاؤ تو پانی یاں آن کے پیجیو

بھائی اکبرؑ سے یہ کہیو کہ وطن کو جاؤ
پھر بابا کو مدینے کی طرف لے آؤ

دوسرے بھائی کو کہیو کہ پیاری سجاد
رسم دنیا ہے یہی کہتے ہیں سب آدم زاد
میں اسی فکر میں دن رات کرتی ہوں فریاد
دور کے بچھڑے ہوؤں کو کوئی کم کرتا ہے یاد

تم مری یاد دلانا بابا کو پھیر و گھر کو ‌ ‌ ایک باری مجھے دکھلاؤ شہ صفدر کو

بھول ماں جائے سی کہیو کہ اے اصغر نادان ‌ ‌ گھر کے آنگن میں ہے خالی تری جھولی کا مکان
ننھے پاؤں کا دیکھوں ہوں جس جا پہ نشان ‌ ‌ اِس جگہ آنکھیں بچھاتی ہوں میں ہو کر قربان

تم اشارے سے یہ کہنا پدر و مادر کو ‌ ‌ پھر بھی دیکھو گے کبھی روضہ پیغمبرؐ کو

شاہِ قاسمؑ سے یہ کہیو کہ چچیرے بھائی ‌ ‌ اپنے لشکر کی خبر بھی نہ مجھے بھجوائی
چھاؤنی کون سے پردیس میں تم نے چھائی ‌ ‌ یاد کر اپنا وطن دیکھ میری تنہائی

تم شہ دیں سے یہ کہیو کہ بہن ہے دلگیر ‌ ‌ جلد لو اس کی خبر حال ہے اسکا تغییر

بھائی اکبرؑ کو بلا ڈیوڑھی پہ یہ کہہ دینا ‌ ‌ تیری صورت کو ترستی ہے پیاری بہنا
اے مرے بھائی خبر بہنا کی جلدی لینا ‌ ‌ اپنا دیدار مجھے جلد شتابی دینا

ایک آزار سی میں اپنے ہوئی ہوں بیہوش ‌ ‌ دوسرے تم بھی ہوئے میری طرف سی خاموش

میں یہ کہتی ہوں چچا سے کہ تمہارے واری ‌ ‌ کیا سکینہؑ ہی بھتیجی ہے تمہاری پیاری
اس کو پھر لیتے گئے کرتے ہوئے دلداری ‌ ‌ مجھ کو خط بھی نہ لکھا تم نے چچا اک باری

اب مجھے اپنی سکینہؑ کیلئے یاد کرو ‌ ‌ مجھے بابا سے ملاؤ مرا دل شاد کرو

بی سکینہ سے بہت کہیو کہ ہمجولی بہن ‌ ‌ بن ترے واسطے یہ گھر ہے مرا بیت الحزن
لڑکیاں آئی ہیں ہمسائے کی ترے کارن ‌ ‌ دن میں سو بار یہی کرتی ہوں آپس میں سخن

فاطمہ صغراؑ سکینہؑ سے ملے یا اللہ ‌ ‌ یا سکینہؑ ملے جو اس کو شفا ہو دلخواہ

یہ پیام اتنا سُنا فاطمہ صغرا بی بی ‌ ‌ خط و مقنع شتر اسوار کو جو دینے لگی
اس نے مقنع نہ لیا رو کے کتابت لی لی ‌ ‌ وقتِ رخصت یہ کہا دکھیا نے مت رو بھائی

جگ میں روتا ہوا قاصد جو کہیں جاتا ہے ‌ ‌ یہ مقرر ہے وہ موتی کی خبر لاتا ہے

سُن کے چپکا ہوا منہ پھیر کے وہ ناقہ سوار ‌ ‌ ہانکتا اونٹ چلا چھوڑ کے مدینے کی دیار
جسطرف دیکھا کہ جنگل میں اٹھا ہے گا غبار ‌ ‌ دوڑ کر پوچھتا ہر ایک مسافر کو پکار

لشکر ابن علیؑ سے جو کوئی ہو آگاہ ‌ ‌ مجھ کو بتلا دو نشان اسکا برائے اللہ

مومنوں یاں سے یوں ہے روایت کا بیاں — کربلا میں جو گھرا لشکر دیں کا سلطاں
بے کس و بے بس و بااہل حرم گریہ کناں — یعنی زہراؓ کا پسر ابن علیؓ تشنہ وہاں
راہ دیتے نہیں جانے کہیں لشکر شام — کئی دن ہو گئے نرغہ میں ہے بے آب و طعام

الغرض رات محرم کی جب آئی دسویں — جاگتے جاگتے آنکھیں جونہی بانو کی لگیں
خواب میں دیکھا کہ اک بی بی ہے دکھیا غمگیں — سر کے بالوں سے یہ رو رو کے وہ جھاڑے ہے زمیں
اپنے ہاتھوں سے بنا کرتی ہے جا گہ ہموار — خاک پر بیٹھی ہے جنگل میں اکیلی لاچار

دیکھ بانو نے کہا کون ہے تو دکھ پائی — اپنا گھر چھوڑ کر جنگل میں جو رونے آئی
کس کے کارن تجھے اس بن میں مصیبت آئی — میں بھی معلوم کروں کون ہے تو دکھ پائی
اپنے ہاتھوں سے سنواری ہے زمیں کس کیلئے — سر کے بالوں سے بہاری ہے زمیں کس کیلئے

وہ کہنے لگی کہ کیسا پوچھے ہے بانو بیٹی — فاطمہ زہراؓ جسے کہتے ہیں میں ہوں بی بی
کل مرے لال حسینؓ کی ہے یاں موت لکھی — ہائے پیاسا اسے کل ذبح کریں گے کوفی
چھوڑ جائیں گے جو اکیلا مرے جانی کو — اسکے لاشے پہ میں بیٹھوں گی نگہبانی کو

فاطمہؓ سے جو سنی خواب میں بانو نے یہ بات — نیند سے چونک اٹھی دیکھا تو ابھی باقی ہے رات
خوف کے مارے بہو دوڑی گئی ملتے ہاتھ — شاہ سے کہنے لگی صبح تمہاری ہے وفات
خواب میں میں نے یہ زہراؓ سے سنا یا شبیرؓ — جلد اس خواب پریشاں کی بتاؤ تعبیر

شاہ بانو سے لگے کہنے کہ اے مونس جاں — خواب سچا ہے ترا صبر ہے تعبیر بیاں
میں ترے پاس کوئی دم کا ہوں اس جا مہماں — گود خالی ہے تری اصغرؑ معصوم کہاں
پیٹ سر کہنے لگی جھولے میں پیاسا ابن شبیر — ہچکیاں لے لیکے تڑپے ہے مرا لال صغیر

کٹ گئی رات جو بانو کو وہ روتے روتے — ایک دکھ اور پڑا صبح کو ہوتے ہوتے
بی بی سکینہؓ کی کھلی آنکھ جو سوتے سوتے — العطش کہتی ہوئی جان کو کھوتے کھوتے
آ کر باپ کی چھاتی پہ وہ بچی معصوم — گود میں گر کے دکھانے لگی سوکھا حلقوم

شاہ مصروف دعا بیٹھے تھے پیاسے بیتاب — یک بیک صبح شہادت نے اٹھائی نقاب

گود کے بیچ پڑی تھی وہ سکینہؑ بیتاب | سامنے بانو پکاری کہ ہے اصغرؑ بیتاب
پانی اتنا لاؤ کہیں سے سکینہ کیلئے | بچ رہی بوند کوئی اس سے تو اصغر بھی پیئے

شاہ پانی کے لیئے نکلے جو گھر سے باہر | دیکھتے کیا ہیں کہ سب مارے گئے ہیں یاور
نہ بھتیجا ہی رہا اور نہ برادر نہ پسر | ہائے بن پانی ہوئے بن میں مسافر بے گھر
شاہ لاشوں پہ نظر کرکے جو آئے بن میں | کہا بانو نے کہ اب حال نہیں اصغرؑ میں

پھر تو اصغر کو سسکتا ہوا لیکر شہ دیں | بی سکینہؑ کو چلے چھوڑ کے پیاسا غمگیں
مانگنے پانی کو واں آئے جہاں تھے وہ لعیں | دونوں ہاتھوں پہ دھرے بچہ کو ہر اک کے تئیں
کھڑے دکھلاتے تھے اور سنتے تھے سب قوم شریر | اس مری ننھے سی بچہ کو دو تھوڑا سا پنیر

لال اپنے کو دکھاتا رہا ہر چند امام | مانگتا پانی رہا لے کے اصغرؑ کا نام
تو بھی ہرگز نہ دیا پانی کسی نے اک جام | دیکھتے تھے کھڑے ہنستے تھے سبھی ساکن شام
تیر قاتل جو کشندہ کی کماں سے چھوٹا | چھیدا بچہ کا گلا باپ کا بازو ٹوٹا

تر ہوا خون سے اس لال کا جسدم حلقوم | لے چلے بانو کے دکھلانے کو مُردہ معصوم
گھر میں آ دیکھا تو بلکے ہے سکینہؑ مغموم | کہا بانو سے کہ اب جینا ہے میرا معدوم
یار سب مر گئے اک میں رہا تنہا شبیرؑ | دیکھیے آگے دکھاتی ہے مجھے کیا تقدیر

گود سے اپنے دیا گود میں بانو کہ وہ لال | اپنے بازو کو دکھایا کہ یہ ہے میرا احوال
نہ کہیں آئے سکینہؑ مرے آگے فی الحال | وہ مجھے جانے نہ دیگی نہ چھوڑیگی خیال
بیبیوں نے جو کیا آنکے اصغرؑ پہ ہجوم | الوداع کہہ کے چلا مرنے کو شاہ مغموم

شاہ روتے ہوئے خیمہ سے جو نکلے باہر | لی رکاب آکے شہادت نے چڑھے گھوڑے پر
دیکھتی رہ گئی دروازہ پہ بانو بے پر | لوتھ اصغرؑ کی دکھا کہنے لگی یا سرور
تم چلے مرنے کو اصغر کو بھی گڑا جاؤ | میں کہاں بیٹھوں مجھے آسرا بتلا جاؤ

اتنے میں عابدؑ بیمار پریشان احوال | ہاتھ کاندھے پہ دھرے پھوپھیاں ہمراہ نڈھال
دیکھنے ڈیوڑھی تلک آئے ہیں بابا کا جمال | بیٹھ چوکھٹ پہ لگے کہنے یہ بابا سے سوال

مجھ میں طاقت نہیں اور تم سے ہوں لاچار جُدا — بی سکینہؓ جدی پیاسی ہیں بیمار جُدا

پھر کے عابدؓ کی طرف رو کے پکارے شبیرؓ
اور کشندے نے لگایا مرے بازو پہ تیر
واسطے پانی کے مارا مرا اصغرؓ سا صغیر
شکر ہے یونہی لکھی تھی مرے حق میں تقدیر

اب سکینہؓ کیلئے اور تری خاطر سجاد — مانگنے جاتا ہوں پانی یہ نہ دینگے جلاد

اے مرے عابد بیمار یہ وہ دن ہے آج
اور مرے سر کو تو نیزوں پہ ملے گی معراج
تن مجروح پڑا ہوگا کفن کا محتاج
بعد مرے ترے سر پر ہے امامت کا تاج

اہل بیت نبوی کا تو ہی اک والی ہے — جان کا تیری تو اللہ ہی رکھوالی ہے

یہ سخن سنکے شہ دیں نے اٹھایا گھوڑا
جا کشندوں سے لگا مانگنے پانی تھوڑا
اپنے ناموس کو روتا ہوا گھر میں چھوڑا
ایک ظالم نے لگا تیر کماں سے چھوڑا

کھینچ مارا لب دنداں پہ سر شہ دیں کے — گلیاں منہ سے چلیں ہائے لہو بھر بھر کے

دوستاں ہائے ستم کوفیاں چوبیس ہزار
کھیت میں لڑتا تھا پیاسا نہ مددگار نہ یار
تن تنہا شہ مرداں کا پسر ایک سوار
پشتۂ خاک پہ اکدم لیا گھوڑے نے قرار

اس بلندی کے اوپر چڑھکے امام دو جہاں — پوچھتا تھا لہو زخموں سے کھڑا تشنہ دہاں

ہاتف غیب سے اس آن میں آئی یہ ندا
اے حسینؓ ابن علیؓ زور امامت نہ جتا
جیسے لڑتے ہیں بشر ہے تجھے وہ جنگ روا
حلق کٹوانے کے وعدہ کو تو کر اپنے وفا

یہ ندا سنتے ہی سرور نے لیا ہاتھ کو تھام — سر جھکا قبلہ کی جانب کیا خالق کو سلام

شاہ نے تب تو غضب سے وہیں کھینچی تلوار
برچھی و تیر دستاں لے کے دوڑے کفار
مل گئے فوج میں گھوڑی کو دبا کر اکبار
پیاس کے مارے نہ تھا جان کو سرور کی قرار

رتس پہ لڑتے تھے کھڑا ایسی پریشانی میں — ایک تیر اور لگا ان کے پیشانی میں

اور مدینے کیطرف منہ کئے ہاتھوں کو اٹھا
نام لے لے کے شہیدوں کا یہی کہتا تھا
سر کٹے کنبہ کی لوتھوں کو اشارے سے بتا
دکھولائے نانا نبیؐ حال مرے پیاروں کا

ہاتھ مونڈھوں سے کٹائے وہ پڑا ہی عباسؓ — اور کٹی مشک و علم رکھی ہے وہ لاش کے پاس

دیکھو اکبرؑ کو کہ ہے خون رواں تالو سے
تیری صورت کو نہ تھا فرق جسے یک مو سے
اس کا مکھڑا ہی چھپا خاک بھرے گیسو سے
یہ ستم سہتا ہوں امت کا تمہاری رو سے
بنی ہاشم کی پڑی ہیں کٹی مہندی بھری ہاتھ
اور اسی گھیری پڑی ہے وہاں مردونکی برات

لاش کے پیچھے جو قاسم کا ہے تنہا لاشہ
یہ وہ شہ بالا ہے دولھے کا برائی چھوٹا
جس کو شربت کے عوض پانی کا قطرہ نہ ملا
یعنی اصغرؑ مرا معصوم پیارا بیٹا
یا نبی میں تو ہوں نرغہ میں مدینے سے دور
پشتۂ خاک پہ روتا ہوں پڑا زخموں سے چور

شاہ کو گھیری ہوئی رن میں کھڑے تھے کفار
ناگہاں سمت مدینہ سے اٹھا ایک غبار
سر سے خط باندھے ہوئے گرد سے نکلا اکبار
دوستو قاصد صغراؑ ہے یہی ناقہ سوار
فوج ظالم کہنے آ کہنے لگا ای یاراں
ہے کہاں ابن علیؑ لشکرِ دیں کا سلطاں

وہ لگے کہنے ادھر دیکھ ارے ناقہ سوار
جسکو تو پوچھے ہے گھائل ہے وہ گھوڑے پہ سوار
دیکھ دوڑا وہیں تانے ہوئے ناقہ کی مہار
سر سے خط کھول بٹھا اونٹ کو اترا اکبار
چڑھ کے پشتہ پہ جو دیکھا تو بیحال ہے امام
سر جھکا شاہ کے قدموں پہ گرا کر کے سلام

شاہ زخمی نے دیکھا لہو بھرا اپنا رو
لال رخسار پہ آنکھوں سے بہا کر آنسو
اور کہا میرے بھی کٹ گئے ہمدم بازو
اس کٹھن وقت میں کون ایسا مددگار ہے تو
وہ لگا کہنے کہ ایک لڑکی کا خط لایا ہوں
گھر کے دروازے پہ روتا اسے چھوڑ آیا ہوں

بے قراری سے کہا شاہ نے خط مجھکو دکھا
داغ پر داغ الم پر یہ الم مجھ پہ ہوا
بھائی قاصد مری بیٹی ہے صدا واویلا
اچھے ہونے کی خبر مجھ کو زبانی تو سنا
پیٹ سر کہنے لگا کیا کہوں میں سرورِ دیں
وہ تو بیمار ہے تم بن اسے آرام نہیں

ماں بہن بھائی چچا پھوپھی کی خدمت میں سلام
اور یہ خط بھیجا ہے تم پاس اسے لیجئے امام
شاہ لیتے ہی خط چھوڑ کے گھوڑے کی لگام
فاطمہ صغرا کا نامہ پہ لکھا دیکھا جو نام
خط کو آنکھوں سے لگا گھوڑے کو روکا اکبار
چلے لاشوں کی طرف روتے ہوئے زار و نزار

خط کو چھاتی سے لگائے ہوئے اور آنکھوں سے
اور جدا پونچھتے جاتے تھے لہو زخموں سے

آن کر کہنے لگے کھول کے خط لاشوں سے
بھائیوں تم میں جو لاشہ ہی کٹا شانوں سے
پہلے اس بھائی کے پڑھنے کو خط لایا ہوں
خطِ صغرا انہیں قسمت کا لکھا لایا ہوں

یعنی عباس علیؑ تم سے میں کرتا ہوں کلام
تمہیں بھیجا ہے بھتیجی نے مدینہ سے پیام
سنو دکھیا کی شکایت کی حکایت کا مقام
لکھا ہے یہ کہ چچا بھول گئے تم بھی ہو نام
بی سکینہؑ کی محبت میں ہوئے ہو مشغول
یا کسی دشتِ بلا میں وطن اپنا گئے بھول

سنکے آواز وہ دکھیاں بھی روتی آئیں
گھر کے دروازے پہ عابدؑ کو وہ سب پھر لائیں
دیکھ سرور کو اُڑا خاک پچھاڑیں کھائیں
شاہ پڑھنے لگے نامہ تو وہ سب تھرائیں
کہا اے بیبیو صغرا نے لکھا ہے یہ پیام
بندگی پہلے ہے بانو کو سکینہؑ کو سلام

تم کو زینبؑ یہ لکھا ہے پھوپھی جی پیاری
مجھ کو پھوپھیوں سے ملا دو میں تمہاری واری
پھوپھی کلثوم کو تاکید ہے سو سو باری
میرے بابا کو لے آؤ میں ترے بلہاری
بنی ہاشم کے محلہ کو بسا شاد کرو
شہر ویران مدینہ کا ہے آباد کرو

بھائی صاحب کو لکھا ہے کہ اے پیارے سجاد
میں اسی فکر میں دن رات کروں ہوں فریاد
اے گل باغ علیؑ حق سے مری ہے فریاد
میں تری لونڈی ہوں کر ہجر سے مجھ کو آزاد
گور پہ جا کے محمدؐ کی چڑھاؤں چادر
گوندھ آنکھوں سے میں نرگس کی پنہاؤں چادر

سہرا میں باندھ کے پھولوں کا حسن کے روضے
لیکے مشکی بھری شربت کی سر اور پر دھر کے
دودھ کر کوزی چھلکتے ہوئے ہاتھوں پہ دھرے
جاؤں زہراؑ کی میں درگاہ مراد اپنی لئے
شاہ قاسمؑ کی بھی اک رات میں جگواؤنگی
سب مراد اپنی میں اللہ سے بھر پاؤنگی

شاہ گھائل کھڑے روتے تھے لہو تھا جاری
لہو سے پانی ملا مٹی سے واری واری
کھل پڑی بابا کے سر سے وہ کتابت ساری
پھر چلی رن کو بلکتی ہوئی وہ دکھیاری
آنکر کہنے لگی لو تھوں سے دکھیا بے آب
وہ کتابت رہی کیا لکھو صغرا کو جواب

اتنے میں امتِ بے دین نے یہ ظلم کیا
بات کرنے نہ دی اکدم اسے جینے نہ دیا
فاطمہ صغراؑ کے بابا کا گلا کاٹ لیا
کسی ظالم نے ترس کھا کے کفن بھی نہ دیا

خاک اور خون میں ملا جبہ و دستار علیؑ
جگ سی پیا سا گیا اب روتا ہوا ابن علیؑ

نوح کے وقت بھی طوفان نہ ہوا تھا ایسا
خاندانِ نبوی خون میں ڈوبا ایسا
اے فلک اہل زمیں پر یہ ستم ہی کیسا
کب زمانہ میں کسی آنکھ نے ایسا دیکھا

خط کی پرزے ہیں کہیں قاصد صغراؑ ہی کہیں
پڑھنے والے کا کٹا سر کہیں لاشہ ہی کہیں

ناگہاں دامن صغرا سے کبوتر بے حال
شاہ کے لوہو میں سب لال کرا اپنے پر و بال
نیم جاں اڑتا ہوا آن جو بیٹھا وہ نڈھال
لو نتھ کے پاس تڑپنے لگا بسمل کی مثال

سر کٹی لاش کی قرباں ہوا با اشک فشاں
لہو پاتی ہوا برسا تا مدینہ کو رواں

پیڑ پر بیٹھ کے جنگل میں وہ جس جا روتا
پیٹتا لوہو بھرے بازو سے سینہ اپنا
وحشیاں روتے تو وہ خاک اڑا اٹھ جاتا
خنجرِ غم سے گلا کاٹنے مرغا ہوتا

آیا گھبراتے ہوئے گھر سے محمدؐ کی نڈھال
بیٹھا دیوار پہ لہو بھری پنجوں کو سنبھال

گھر کی آنگن میں کہیں فاطمہ صغرا تھی کھڑی
اُمِ سلمہؓ کہنے دوڑی گئی ہے ہے کرتی
کیسا بیٹھا ہے ترے اوپر کبوتر نانی
گو کہ قاصد مرے بابا کا پھر آیا ہے ابھی

اُم سلمہؓ نے جو دیکھا تو ذہن میں آیا
کہا لڑکی تری سمجھانے سے یہ یاد آیا

ایک دن مخبر صادق نے بھرا شیشۂ خاک
مجھے سونپا کہ اسے رکھیو تو اے بانو پاک
لال ہو جائے تو یہ جانیو ہو کر غمناک
کہ حسینؑ مرا لوہو میں پڑا ہوگا ہلاک

اُم سلمہؓ جو اٹھی طاق سی شیشہ لائی
خاک لوہو سے بھی رنگین زیادہ پائی

دیکھ صغرا نے کہا گھر میں یہ کیا رنگ ہوا
اے کبوتر مرے بابا کو کہاں چھوڑ آیا
ماں بہن بھائی چچا پھوپھیوں میں کوئی بھی بچا
سُنکے ہمرائیاں سب روئیں گلے اسکو لگا

ایک صغرا نہیں اس غم سی ہوئی بے آرام
بنی ہاشم کے محلہ میں زن و مرد تمام

التماس اب تو سکندر کی ہے یا اللہ
میرے مکتوب سے یوں طول عمل ہو کوتاہ
نہ رہے جسکی سطر میں کوئی اِک حرف گناہ
واسطہ فاطمہ صغرا کا ہو بخشش کی نگاہ

آب رحمت سی مرے جسم کا نامہ دھو ڈال
ہو دی شبیرؑ کے خاطر سے یہ منظور سوال

مرثیہ دربیانِ امام زین العابدینؓ و فرزندانِ امام حسینؓ

شام سے جب کربلا میں آئے زین العابدینؓ
اور سر بابا کا اپنے لائے زین العابدینؓ
دیکھ کر لاشہ کو کرکے ہائے زین العابدینؓ
گر پڑے ماٹی پہ اور چلائے زین العابدینؓ
کیا کہوں کس سے کہوں اس غم نے مجکو کھالیا
ہائے میں جیتا رہا بابا کا چہلم آگیا

کرتا تھا زین العبؓا یہ بین ہو کر بے قرار
ہائے بابا ہائے بابا رو دیا وہ آہ مار
یوں لگا زینبؓ سے کہنے با دو چشم اشکبار
جی میں آتا ہے چھری کر دوں جگر کے آر پار
زندگی بھاتی نہیں غم سے جگر تو پھٹ گیا
حیف اس بیٹے کا رونا جسکا بابا مر گیا

دیکھ اس عابدؓ کو روتا پیٹتا ہے بے حواس
زینب دل سوختہ کہنے لگی جا اسکے پاس
اسقدر بیتاب ہو کر رو نہ تو اے حق شناس
تیری رونے سے تو ٹوٹی جاتی ہے ہم سبکی آس
اپنے تئیں مار اگر تم نے اسی ہی آنیں
باپ کا ناموس کسکو سونپو گے میدان میں

بولی زینبؓ بیکساں یہ بات اب دل میں نہ لا
گاڑ کر لاشہ وطن کو چل تو لے کر قافلہ
تب کہا عابدؓ نے پھوپھی میں وطن کو جاؤنگا
یہ ندامت ہے مجھے گر میں مدینہ جاؤنگا
سب کہینگے ہائے زین العابدینؓ یہ کیا کیا
آپ تو جیتا رہا بابا کا سر کٹوا دیا

موت اگر آئے تو آئے رن میں لاشوں کو گڑا
باپ کی تربت پہ بیٹھوں گا میں اب تکیہ لگا
تم بڑی ہو ساری گھر میں اے پھوپھی بہر خدا
ساتھ تم لے جاؤ اپنے یہ وطن کو قافلہ
گر وطن والے مجھے پوچھیں کہاں ہے وہ اسیر
کہیو بیٹا باپ کی تربت پہ ہو بیٹھا فقیر

تب لگا چھاتی اسے زینبؓ یہ بولی نیک ذات
میں تری صدقے گئی اے عابدِ والاصفات
جیتے جی بیٹا نہیں چھوڑینگے ہم اب تیرا ساتھ
چھاتی پھٹتی ہے مری کہتا ہے کیسی تو یہ بات

والی تھا جو مر گیا اور تم پہ یہ آفت پڑی — باپ کے پیچھے ای بیٹا گھر سنبھالو اٹھکھڑی

الغرض اس گفتگو میں وقت شب کا جب ہوا — دیکھا زینبؑ نے کہ آیا شیر واں روتا ہوا
لاشۂ شبیرؑ کو گودی میں اس نے لے لیا — ڈر کے تب زینبؑ پکاری دیکھو ای زین العبا
شیر کیوں روتا کھڑا ہے اب یہاں میدان میں — لاشۂ شبیرؑ لیکر گود کی درمیان میں

کیا کسی نے اسکے بچے مار ڈلے ہیں یہاں — یا کہ چھینا ہی کسی ظالم نے یاں اس کا مکاں
جو کہ ہے فریاد کرتا شام کے لاشے سے یاں — سنکے یہ پھوپھی سے بولا شیر کو عابدؑ وہاں
سچ بتا ای شیر تجھ پہ آج کیا بیداد ہے — کون تیرا مر گیا کرتا جو تو فریاد ہے

چاک مت کر تو گریباں خاک مت سر پر اڑا — رکھ جو کچھ ہو مجھ سی کہہ اس لاش کو تو مت اڑا
لاش یہ اس کی ہے جس کا باپ ہے شیر خدا — تب کہا اس شیر نے پوتے تم مت خوف کھا
شیر جنگل کا نہیں ہوں شیر حق میں آپ ہوں — لاش گودی میں ہی میری میں تو اسکا باپ ہوں

میں نجف میں تھا مجھے جبرئیلؑ نے آکر کہا — شیر حق بیٹھا ہے کیا پوتا ترا زین العبا
قید سے لایا ہے سر چھڑ ولکے اپنے باپ کا — جب کہا روح الامیں نے واں سے روتا پیٹتا
لاشۂ شبیرؑ کو مائی ٹیں دھرنے آیا ہوں — آج میں چالیسواں بیٹے کا کرنے آیا ہوں

اس نے جب جانا مرا دادا ہی اس میدان میں — تب کہا زینبؑ سی پھوپھی روتی ہو کس دھیان میں
سچ ہی جو شیر خدا طاقت ہے کس حیوان میں — جو تن شبیرؑ کو لے گود کے درمیان میں
کہکے وہ بانو سے یہ کہنے لگا کیا دیر ہے — مانگ لو چاہو جو کچھ آیا خدا کا شیر ہے

جب سنا سب نے کہ یہ شیر ہے شیر خدا — باادب تسلیم کر کے تب دیا سر کو جھکا
کر کے مجرا سب سے پہلے رو رو بانو نے کہا — سن لو میں کوئی دگی فریاد ہی یا مرتضیٰؑ
تم نے تو مردہ جلایا جب کہ خیبر بار ہے — کیوں نہیں بیٹا جلاتے اسمیں کیا تکرار ہی

تب علیؑ بولے بہو کہ سچ ہے یہ مشہور ہے — فضل سے اللہ کے ہم کو بڑا مقدور ہے
مردہ کو اس دم جلانا میرے تئیں کچھ دور ہے — لیکن ہاں البتہ ہم کو صبر اب منظور ہے
جانہیں دم مارنے کی کیا کروں تقدیر کو — کر چکا بانو فدا امت پہ میں شبیرؑ کو

دلبری کرتا تھا واں بانو کی یوں شیر خدا
چین سے بیٹھی ہو کیا پوتا ترا زین العبا
جا شتابی دیکھ تو بی بی وہ تیرا نور عین

اتنے میں جبرئیلؑ نے زہراؑ سے یوں جاکر کہا
شام سے چھڑوا کے سر لایا ہے اپنے باپ کا
کوئی دم میں خاک کا پیوند ہوتا ہے حسینؑ

جب سنایا زہراؑ کو روح الامیں نے یہ بیاں
سر سے چادر پھینک کر تب وہ بچشم خونفشاں
بیٹھے جنت میں رہو گے شاہ دنیا و دیں

پہنچی جاکے اسگھڑی تھی باپ کی تربت جہاں
بولی پیغمبر سے میں آئی بصد آہ و فغاں
یا چلوگے دیکھنے اپنے نواسے کے تئیں

سن کے یہ بیٹی سے بولے وہ رسول پاکذات
دیکے سر اپنا مری امت کی اس نے کی نجات
بس عدن جاتی نہیں اور دل بہت دلگیر ہے

جسکو رکھتا تھا لپٹ چھاتی پہ میں نے دن و رات
اسکے ماتم کو چلوں کیونکر نہ میں والاصفات
لے چلو جنت سے مجھ کو جس جگہ شبیرؑ ہے

اتنے میں زہراؑ نے جاکر پھر حسنؑ سے یہ کہا
بھائی چل کر تم بھی دو بھائی کے لاشہ کو اٹھا
اسنے نہلایا تمہیں تم اس کو نہلانے چلو

آج ہے چالیسواں بیٹا تمہارے بھائی کا
کیونکہ اس بھائی کا تجھ بھائی پہ ہیگا حق بڑا
اسنے گاڑا تھا تمہیں تم اسکو گڑوانے چلو

ساتھ سب کو لے چلی زہراؑ جو رن کو بیقرار
ہائے بی بی تم کدھر جاتی ہو پردہ کو اُتار
حال مت پوچھو تم اسدم حور و جن بیجاں کا

آکے تب حوریں پکاریں اے نبیؐ کی یادگار
سن کے زہراؑ یہ لگی کہنے جو حوروں کو پکار
جاتی ہوں چالیسواں کرنے میں اپنے لال کا

کہکے حوروں سے یہ درد دل وہ بی بی جب چلی
شور سن عابدؑ یہ بولے ای مرے دادا علیؑ
تب علیؑ بولے کہ بیٹا فاطمہؑ چلاتی ہے

کربلا کے دشت میں پہنچی وہ روتی پیٹتی
کون آتا اب ہے روتا آہ کرتا اس گھڑی
لاش پر بیٹے کی تیری دادی رونے آتی ہے

الغرض جب قافلہ فردوس کا پہنچا وہاں
میری امت کا شفاعت کرنیوالا ہے کہاں
لے نبیؐ تب اس نعش کو گود کے درمیان میں

دیکھ کر اس دشت کو بولے رسول اللہ وہاں
دیکھو یہ شبیرؑ ہے میدان میں لوہو لہاں
لگ گلے شبیرؑ کے روئے بہت میدان میں

مصطفیٰ و مرتضیٰ مل کے روتے تھے وہاں

اتنے میں زہراؑ لگی کہنے بچشم خونفشاں

گود میں میری بھی دو بیٹے کو اب ای باباجان
جب نبیؐ نے نعش دی رو رو کے تب کھولی زبان

ہائے میں کس سے کہوں تجھ پہ جو بیداد ہے
بے گناہ مارا گیا بیٹا مرا فریاد ہے

لاش بیٹے کی لگا چھاتی سے وہ نوحہ گر
کوکھ پکڑے ہی پھرتی تھی زہرؑا وہاں با چشم تر
تب لگے کہنے پیمبر اے مری نورِ نظر
وقت رونے کا نہیں بس صبر کر بس صبر کر

بخشش امت کی اگر منظور ہے اس آن میں
لال اپنا سونپ بس خاک کر میدان میں

نام جب اُمت کا آیا تب وہ یوں کہنے لگی
بابا جی منظور ہے اُمت کی مجھکو مخلصی
یہ لہو کا جوش تھا بیٹی جو یاں ہیں اس گھڑی
ورنہ بیٹا میں تجھے راہِ خدا میں دے چکی

پھر کہا عابدؑ کو بی بی فاطمہؑ نے بھر کے نین
آؤ بیٹا گاڑ دو ماں میں یہ پیارا حسینؑ

سُنکے زین العابدینؑ رو رو کے دادی سے کہا
اور نہلا کر باپ کا تن گود کے اندر رکھا
مانی جب دینے لگے زہرؑا حسنؑ و مرتضیٰؑ
تب فرشتوں نے پکارے آسماں پر غل ہوا

آخرش خورشید نے غم چرخ کا اور کیا
فاتحہ کو قبر پر زہرؑا حسنؑ اور مجتبیٰؑ

دفن کر جب قافلہ وہ سوئے جنت چل دیا
لے لیا عابدؑ نے بھی اپنے وطن کا راستہ
روضۂ احمدؐ پہ پہنچا جس گھڑی وہ قافلہ
تب کسی نے جا کے یہ بیمار صغراؑ سے کہا

خاک اوپر کس لئے روتی ہے تو بھر کے نین
جا شتابی لے خبر آیا ترا بابا حسینؑ

سُنکے یہ باتیں بجلدی سر اوپر ڈالی ردا
آئی واں صغراؑ جہاں تھا باپ کا خیمہ کھڑا
اکبرؑ نہیں قاسم اور نہ ہے بابا چچا
دیکھتی کیا ہے کہ ہے خیمہ میں اک سناٹا سا

سونی سی مسند بچھی ہے اور نہ کوئی سردار ہے
منہ لگا تکیہ پہ روتا عابدؑ بیمار ہے

دیکھ کر یہ حال صغراؑ دل میں ششدر رہ گئی
آ لگی چھاتی سے بھائی کے اور یوں کہنے لگی
میں بہن صدقہ گئی مجھ سے کہو تم اس گھڑی
باعثِ نسل سیادت راز داری ایزدی

کس طرح تم آئے ہو ناموس لیکر باپ کا
کون سی منزل میں چھوڑا تم نے لشکر باپ کا

واسطے اللہ کے جلدی کہو کچھ ماجرا
آئے گا کس روز تک اس شہر میں بابا تیرا
اور یوں کہنے لگی رو رو کے ای زین العبا
تم تو کہتے تھے ملا دوں گا تجھے بابا تیرا

لیگئے پھُسلا کر تم بابا سے مجھ نادان کو
بھائی میں کیا جانوں لوگی تم سی بابا جان کو

سُنکے صغراؑ کے یہ بین عابدؑ کے آنسو گر پڑے
اور لگا چھاتی سے اُس بیمار کو کہنے لگے
باپ کو کیا پوچھتی ہو جا لگو ماں کے گلے
بابا تو لشکر کو لے کر بل کے ہیں بن میں پڑے
اس سے کیا زیادہ کہوں بہنا مری اب کر بین
منزل مقصود کو پہنچا تر ابابا حسینؑ

سُنکے بھائی سے پھر اپنی ماں سی جا اسنے کہا
بھائی صاحب تو مفصل کچھ نہیں دیتے پتہ
تم کہو بہر خدا اماں جی سارا ماجرا
پہنی کفنی کس لیئے سر آپ کا کیوں ہے کھلا
بانو بولی بیٹی تیرا دھیان ہے کس جا لگا
کسطرح روئیں نہ ہم والی ہمارا مر گیا

جب سُنی بابا کا مرنا گر پڑی وہ غش میں آ
ہوش میں آئی تو پھر کر رانڈ ماں سی یوں کہا
ساتھ تھا جو کھیلتا وہ آج بھائی کیا ہوا
بانو بولی کیا کہوں اب میں انہوں کا ماجرا
راہ حق میں شاہ نے صدقے ہر ایک جانی کیا
اصغر معصوم کو ہاتھوں پہ قرباں کر دیا

الغرض یہ سُن کے پھر وہ رونے پیٹنے لگی
رونے سی جس کے وہاں پر پھر قیامت سی مچی
امِّ سلمہؓ اتنے میں ان سب کو گھر میں لے چلی
دے دلاسا اسطرح سے پھر انہیں کہنے لگی
اب ہوئی معلوم مجھ کو بات یہ تقدیر کی
ہم نے تھی حاضری کھانے کو اس تقصیرؔ کی

کہئے جا کر حاضری تیار کرنے کو وہاں
بولی عابدؑ سے کھا لو تم اسے اے بھائی جاں
کھائیگی کھانے تیری ہیں جہاں تک بیبیاں
تب لگے سجّادؑ کہنے رو رو باآہ و فغاں
بیبیو خاموش بیٹھو شور و غوغا مت کرو
صبر کا پتھر اٹھا کر اپنی چھاتی پر دھرو

بات یہ کہہ کر گرے عابدؑ تو ہو کر بیقرار
حاضری کو دیکھ کر صغراؑ لگی کہنے پکار
اتنے میں بانو پکاری تو بھی کھالے دل فگار
سُن کے یہ بولی یتیم بے پدر با چشم زار
ہمنے جانا تھا ہمیں تو باپ سی ملواؤ گی
یہ نہ سمجھی تھی مجھے تم حاضری کھلواؤ گی

بین یہ کر کر کے وہ لڑکی تو روتی تھی وہاں
ساتھ اسکے کرتی تھیں باتیں بیچاری بیبیاں
حیدری آگے کرے کیا حال صغراؑ کا بیاں
دمبدم ماں گلے لگ کہتی تھی وہ خستہ جاں
اور کچھ غم بھی نہیں یہ غم ہے مجھ بیمار کو
ایک دم بھی پھر نہ دیکھا باپ کے دیدار کو

مرثیہ دربیان حضرت حرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جب یزیدی فوج سے بیزار ہو کر حرؓ چلا ۔۔۔ لشکر اسلام میں شبیرؓ سے آ کر ملا
گر کے قدموں پہ کیا یہ عرض اے شاہ ہدا ۔۔۔ اے دل زہراؓ چراغ دودمان مرتضیٰؓ
بیشک اے شہ تو سنسار کا سلطان ہے ۔۔۔ آج قدموں پہ تری یہ جی مرا قربان ہے

حرؓ نے رو رو کر کہا اے سید عالی تبار ۔۔۔ خدمت عالی میں حاضر ہے یہ اب تقصیر وار
اہل بیت مصطفےٰ پر ظلم کر ہوں شرمسار ۔۔۔ ہوں بہت لاچار کیوں بخشے گا مجھکو کردگار
حشر کے میدان میں نزدیک خالق جاوینگے ۔۔۔ کیا رسول پاک کو اس وقت منھ دکھلاوینگے

ہاتھ پھیرا حرؓ کے سر پر تب وہ ابن مرتضےٰؓ ۔۔۔ اور محبت سے لگے کہنے یہ چھاتی سے لگا
اب ہمارے ساتھ سے تقصیر تو جو کچھ کیا ۔۔۔ سب خطائیں تیری بخشیں تجھ سے میں راضی ہوا
خوف سے تو روز محشر کے تو اب بیباک ہو ۔۔۔ دشمنوں سے جنگ کرنے کو بس اب چالاک ہو

اس گھڑی بازار ہے دیکھو شہادت کا بھرا ۔۔۔ نقد جاں دے کر خریدار اں گھڑی ہیں جا بجا
سب ملک اترے تماشے کو ہیں از حکم خدا ۔۔۔ باندھ کے ہمت شہادت کی سعادت لیجے جا
جب سنائی یہ شہادت شہ نے اسکو پیار کر ۔۔۔ حرؓ خوشی سے نعرۂ اللہ اکبر مار کر

پھر کہا شہ نے اگر میں حکم پاؤں اس زماں ۔۔۔ سب سے پہلے موذیوں سے میں لڑونگا بیگماں
کوفیوں کے خون کا کر دوں ابھی دریا رواں ۔۔۔ شامیوں کے اسگھڑی شمشیر سے کاٹوں سراں
شہ نے تب اسکو کہا تیری یہی شایان ہے ۔۔۔ آج تجھ کو صبر بہتر ہے کہ تو مہمان ہے

تب کہا رو رو کے حرؓ نے اے شہ ہر دو سرا ۔۔۔ آپکی جانب سے اول سب سے میں ہونگا فدا
اور عداوت سب سے اول آپ سے میں نے کیا ۔۔۔ واسطے اسکے بہت ہی روئے گا یہ دل مرا
اس لئے امید ہے گر حکم شہ سے پاؤنگا ۔۔۔ سب سے اول میں شہادت یاں سے پا کر جاونگا

الغرض حُرؓ نے بصد ہو شاہ سے لیکر رضا
کھینچ کر میدان میں تلوار آیا شیر سا
بل میں ڈالے ہیں ہزاروں موذیونکے سر اڑا
دشمنوں کے خون سے میدان میں دریا بہا
اسطرح سے اسنے ماری سیکڑوں میدان میں
مار کر پامال سب کو کر دیا اک آن میں

قتل کر دشمن ہزاروں پاس شہ کے پھر گیا
جوڑ کر ہاتھوں کو رو کر عرض یوں کرنے لگا
اے شہ کون و مکاں و والیٔ ہر دوسرا
کمترین بندہ سے راضی اب ہوا ہی دل ترا
شاہ نے فرمایا تجھسے دل مرا راضی ہوا
محل اب جنت میں تیری واسطے تیار ہوا

یہ بشارت کے سخن جب شاہ نے اس کو کہے
پھر لڑائی کا ہوا ہے شوق اسکے دل سے
آنکے میدان میں مارا اس نے اپنے ہاتھ سے
سینکڑوں نامرد تب گھبرا کے لاگے بھاگنے
حُرؓ نے لڑا تھا کو فیوں سے اسطرح سے اسگھڑی
تھرتھرائی ارض اور ڈر سب گئے جن و پری

چو طرف سے آئے اتنے میں پیادے اور سوار
گھیر ان سب نے لیا حُرؓ کے تئیں بس ایکبار
اور چلانے لگے تلوار اور نیزونکی مار
زخم کھا کھا کے لگے کٹنے تئیں وہ جاں نثار
آکے ایک مردود نے نیزہ چلایا زود تر
وار جس کا ہو گیا سینہ کے اندر کارگر

شہ نے اپنی گود میں رکھا ہی اسکے سر کو جب
گرد چہرے سے اسکی آپ نے جھاڑی ہے سب
آنکھ کھولی حُرؓ نے اور کہنے لگا یوں باادب
اس غلام کمترین سے تم ہوئے خوشنود اب
تب کہا شہ نے خوش تجھ سے مرا دلجان ہے
اور راضی تجھ سے اب بس خالق رحمٰن ہے

الغرض حُرؓ نے کیا آل نبیؐ پر سر فدا
روح پر اسکی الٰہی بھیج تو رحمت سدا
بخش تو سب کو خدایا بہر شاہ کربلا
مشکلیں آسان تو سب کر از طفیل مصطفےٰ

بس کر اے داؤد تو ان کے غلاموں کا غلام
بھیج بر روح محمدؐ صد درود و صد سلام

کبوتر نامہ

آگے اب رونے کی جا ہے کیا کہوں میں ماجرا — سایہ جب حسنینؓ کے جد و ابا کا اٹھ گیا
جب حسنؓ پر ظالموں نے یہ کئے جور و جفا — زہر کا پیالہ پلایا ان کو از راہِ دغا

آخر اس نے سلطنت کے جاہ کے وسواس سے
پُرزہ کر ڈالے جگر کو ریزۂ الماس سے

رہ گیا پھر تو اکیلا لال زہراؑ کا حسینؓ — ہو گئے بیکس جس گھڑی گھر سی چلا روتا حسینؓ
کربلا میں جا کے جس دم مُو سوا گرا حسینؓ — تین دن اس دشت میں بھوکا رہا پیاسا حسینؓ

چوتھے دن جو کچھ کیا ظالم نے کینہ ہائے ہائے
توڑا وہ مہر نبوت کا نگینہ ہائے ہائے

جس گھڑی وہ لعل سنگ ظلم سے توڑا گیا — یعنی اُس کے حلق نازک کر اوپر خنجر چلا
اک کبوتر لوٹ کے ان کے لہو میں سے اُڑا — جا کے گنبد پر رسول اللہ کے کہنے لگا

یا محمد کربلا میں لوٹا بے چارہ گیا
آپ کا پیارا نواسا سجدے میں مارا گیا

تم جہاں لیتے تھے بوسہ ای حبیب کردگار — اُس جگہ ظالم نے پھیرا خنجر زہر آبدار
یہ وہی خوں ہے مرے دونوں پروں پر آشکار — وہ پرندہ یوں زباں قدرت سے کہتا آبدار

پھر جھٹک لوہو بھرے اُس نے وہاں پر آہ کی
تھرتھرانے لگ گئی تربت رسول اللہ کی

جب نواسے کا لہو نانا کی تربت پر گرا — تھرتھرائی قبر اور گنبد جو تھا تب کانپ اُٹھا
وہ کبوتر جا کے واں بر تربت خیر النساءؑ — قبر پر ماں کی لہو اس پیارے بیٹے کا لگا

بولا بی بی تیرے بیٹے کی نشانی لایا ہوں

دیکھ لو یہ خون ناحق کی نشانی لایا ہوں

واں سے پھر جاکر حسنؓ کی قبر پر وہ جانور
کربلا میں کاٹ ڈالا ظالموں نے اسکا سر

بولا حضرت لیجئے اب اپنے بھائی کی خبر
وہ یہ کہتا تھا پروں سے لہو ٹپکا کے بہ قبر

گرتے ہی وہ خون سنگ لوح سارا ہل گیا
چاک تربت ہوگئی لہو سے بھر بل گیا

اسطرح سے ساری قبریں تھرتھرائیں ایکبار
تب کسی نے جاکے صغراؓ سے کہا یہ آہ مار

اور اٹھا قبروں سے بھی رونے کا غل بے اختیار
بی بی روضہ میں نبیؐ کے ہے عجب شور و پکار

اک کبوتر خون میں واں تھرتھراتا پھرتا ہے
اپنے پر سے خون قبروں میں لگاتا پھرتا ہے

جب سنا آیا ہے وہاں جانور لہو بھرا
ہائے تب سنتے ہی صغراؓ کا کلیجہ پھٹ گیا

کانپتی ہے قبر ساری رونے کی آتی صدا
بولی لوگو باپ کا سر سے میرے سایہ چلا

کیا سبب ہے زلزلہ قبروں میں ہے اور شور و شین
جاکے سوئے کربلا مارے گئے باباؓ حسینؓ

کہتی تھی جاکر نبیؐ کے روضہ پر وہ دل کباب
یہ لہو کس کا لگا ہے گا بتا مجھ کو شتاب

اس پرندے سے لگی کرنے وہ رو رو کر خطاب
قدرت حق سے وہ بولا ہو کے باچشم پر آب

بولا صغراؓ اٹھ گیا اقبال تجھ نادان کا
یہ لہو ہے گا پروں پر تیرے باباجان کا

رخصتِ حسینؓ

مشہور ہے یہ رخصتی حضرت حسینؓ کی
حیدرؓ کے نورِ عین کی زہراؓ کے چین کی

کربل چلے جو آپ شہادت کے واسطے ۔ پہنچے نبیؐ کی قبر پہ رخصت کے واسطے
اللہ رے حسینؓ سے الفت رسولؐ کی ۔ جنبش میں آگئی وہیں تربت رسولؐ کی
سرکارِ دو جہاں سے اجازت جو مل گئی ۔ پہنچے مزار فاطمہؓ زہرا پہ سیدی

ہوش و خرد کا آنکھ سے پردہ جو گر گیا
چہرہ بتولؓ پاک کا آنکھوں میں پھر گیا

الفت نے جس گھڑی کیا فرقت کا خاتمہ ۔ کہنے لگیں حسینؓ سے یہ بی بی فاطمہؓ
کہتے ہیں لوگ تم کو نواسہ رسولؐ کا ۔ حیدرؓ کا لاڈلا تو چہیتا رسولؐ کا
خنجر گلے پہ جس گھڑی قاتل کا ہو رواں ۔ کرنا نہ میرے لال شکایت کا تم گماں

ہوتے ہی تھے ابھی یہ نظارے حسینؓ کو
اتنے میں ہوش آگیا پیارے حسینؓ کو

آتے ہی اپنے ہوش میں سردار مشرقین
روتے ہوئے وہاں سے بھی رخصت ہوئے حسینؓ

القصہ پہنچے جس گھڑی قبر حسنؓ کے پاس ۔ تھرا گیا جگر تو بگڑنے لگے حواس
آیا یہاں بھی آپ کو منظر وہی نظر ۔ گویا حسنؓ یہ کہتے ہیں لب انکے چوم کر
قربان جائے تم پہ مری جان و دل حسینؓ ۔ اک بازوئے علیؓ ہو تو اک فرد پنجتن

ہر شخص جانتا ہے بھلا کیا نہیں ہو تم
کرب و بلا کی راہ میں تنہا نہیں ہو تم

ہم بھی تمہارے ساتھ ہیں بی بی بتولؑ بھی — لطف خدا بھی اور دعائے رسولؐ بھی
ہر وقت یاد رکھنا نصیحت بتولؓ کی — دوزخ سے چھوٹ جائے گی اُمت رسولؐ کی
جاؤ خدا کو سونپ دیا میں نے تم کو آج — بس اب تمہارے ہاتھ ہے شیرِ خدا کی لاج

جب بھائی سے بھی رسم اجازت نباہ کی
تو غم زدہ امامؑ نے کربل کی راہ لی

پہنچے جو کربلا تو شہنشاہ مشرقین — مولا کا نام لے کے وہیں ڈٹ گئے حسینؓ
دو دن بھی چین سے نہ گزارے امام نے — افسوس آ کے گھیر لیا فوج شام نے
کچھ نابکار جس گھڑی بے جان ہو گئے — تو حُرؓ علیؓ کے لال پہ قربان ہو گئے

دیکھا جو حُرؓ کی لاش کو پیاسے امام نے
بڑھ کر گلے کو چوم لیا تشنہ کام نے

پھر اس کے بعد عونؓ و محمدؓ بھی چل بسے — اکبرؓ علیؓ سے نوجواں سیدؓ بھی چل بسے
عباسؓ کے بھی نہر پہ بازو قلم ہوئے — قاسمؓ بھی ہائے راہیٔ باغِ اِرم ہوئے

قاتل کو رحم آیا نہ اک بے زبان پر
ظالم کا تیر چل گیا ننھی سی جان پر

کیا حق ادا کیا ہے محمدؐ کی آل نے — سجدے میں سر کٹا دیا زہراؓ کے لال نے
شبیرؓ نے رسولؐ کا دل شاد کر دیا — دوزخ سے اہل دین کو آزاد کر دیا

انورؔ بھلا سکے گی نہ دنیا یہ مرثیہ
زندہ رہے گا نام ہمیشہ حسینؓ کا

ختم شد